امیر و مبلغ انچارج :- شیخ مبارک احمد

ایڈیٹر :- ظفر احمد سرور

لِيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

مارچ ۱۹۸۹

احمدیت کا روشن مستقبل

"اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اسکی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پران کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائیگی۔"

(روحانی خزائن جلد ۲۰، تذکرۃ الشہادتین صـ ۶۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شکرانہ اور عرضِ حال

اک قطرہ تھا اسکے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اُسی نے ثریا بنا دیا

الحمدللہ ثم الحمدللہ صد سالہ جوبلی کی تقریب سعید کی مناسبت سے "احمدیہ گزٹ" اور "النور" کا خصوصی نمبر شائع کیا جا رہا ہے۔ اس خصوصی نمبر کی تیاری اور طباعت و اشاعت کیلئے جن عزیزوں نے کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور ان سب عزیزوں کو بھی جو جوبلی کی مختلف تقریبات کے انتظامات میں منہمک ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق سے جماعت احمدیہ اپنی پہلی صدی بڑی شان سے اور خیر و خوبی سے مکمل کر کے دوسری صدی میں داخل ہو رہی ہے۔ پہلی صدی کی ابتداء اور اسکی انتہا نے دنیا پر واضح کر دیا ہے کہ جماعت خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے۔ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور مامور من اللہ نے اذنِ الٰہی سے اس جماعت کا قیام فرمایا۔ کسے گمان تھا کہ ایک دن یہ پودا۔ نازک پودا تناور درخت کی صورت میں دنیا کو نظر آئے گا کسے گمان تھا کہ انتہائی شدید قسم کی مخالفانہ آندھیوں میں یہ پودا پنپ سکے گا۔ غیر تو غیر اپنے گھر کے رشتہ دار۔ اپنے گاؤں کے لوگ، اپنے ضلع اور ملک کے باشندوں نے ہی ایک کونے سے دوسرے کونے تک دشمنی، عناد اور مخالفت کی وہ خطرناک آگ بھڑکائی کہ جس سے بچ کر نکلنا ناممکن لیکن دنیا نے مشاہدہ کر لیا کہ خدا تعالیٰ کی یہ قائم کردہ جماعت ہر طرح سے ہر فتنہ سے سلامتی سے نکل کر پھیلتی اور پھولتی رہی۔ کہاں ایک شخص اور کہاں اب ایک کروڑ کہاں صرف قادیان کی گمنام بستی میں انگلیوں پر گنے جانے والے چند افراد جنہوں نے آغوش احمدیت میں پناہ لی اور کہاں اب 120 ملکوں میں جماعت پھیل گئی۔ کہاں اسلام کی اشاعت اور خدمت دین کیلئے چند دمڑیاں اور چند آنے چندہ دیا جاتا لیکن خلوص عقیدت اور فدائیت نے کیسا زبردست انقلاب پیدا کیا کہ اب کروڑوں روپے اسلام کی تبلیغ اور قرآن کریم کی تعلیمات کی اشاعت کیلئے جماعت احمدیہ پیش کر رہی ہے۔ ایک دن یا ایک سال کیلئے نہیں بلکہ ہر سال اور ہر بار صرف امریکہ کی مثال ہی لے لیں 1947 میں چند گنتی کے افراد جو سالانہ چندہ ان کا بنتا تھا 147 ڈالر اور اب گزرنے والی صدی کے آخری سال کا بجٹ 11 لاکھ ڈالر سے زائد کا ہے۔ قرآن کریم کے تراجم کی اشاعت، مساجد کی تعمیر اور مشن ہاؤسز کے قیام اور غرباء کیلئے مکانوں کی تعمیر کیلئے لاکھوں ڈالر مزید برآں دیئے ہیں اور دیتے چلے جا رہے ہیں ؎

اک قطرہ تھا اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا

اللہ تعالیٰ کی اس غیر معمولی تائید و نصرت جو جماعت احمدیہ کو شروع سے حاصل رہی اور اس نے اپنے محبوب و مقبول مسیح موعود سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی سے جو نصرت کے وعدے شروع دن سے ہی کئے تھے کس شان سے گزرنے والی صدی میں صرف جماعت احمدیہ کے افراد نے

ہی نہیں بلکہ مخالفین و معاندین تک نے اس کا مشاہدہ
کیا اور اقرار کیا کہ یہ پودا تو اب تناور درخت بن چکا
ہے جس کی شاخیں مختلف ملکوں میں پھیل گئی ہیں۔ کس شان
سے خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوا

کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی

ان آسمانی تائیدات اور غیر معمولی نصرتوں پر جماعت
احمدیہ کا ہر فرد شکر و امتنان کے جذبات کے ساتھ
خدا تعالیٰ کے حضور سربسجود ہے۔ اور مجسم دعا بن کر
خدائے برتر و توانا کے حضور عرض پرداز ہے کہ آنے
والی صدی اور پھر آنے کے بعد آنے والی صدی اور پھر
آنے کے بعد ہر آنے والی صدی احمدیت و اسلام کی غیر معمولی
ترقیات اور کامیابیوں سے بھرپور صدیاں ہوں اور
برکتوں اور رحمتوں سے وہ سب جو خدا کے مقبول مسیح
اور مہدی کے دامن سے وابستہ ہیں اپنے دامنوں کو
بھرلیں اور ان سب کو جنہوں نے اس نعمت خداوندی
سے ابھی تک حصہ نہیں لیا اور خدا کے مقبول اور برگزیدہ
مسیح موعود اور امام مہدی سے وابستہ نہیں ہوئے اللہ
تعالیٰ اپنی خصوصی رحمت سے اپنی ہدایت کے راستے
پر گامزن کردے۔ اور ان نعمتوں اور برکتوں کے
وارث بنیں جو مامور من اللہ اور خدمت حقہ سے
دلی وابستگی سے متعلق ہیں اور اپنے محبوب امام
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی
راہنمائی میں دن دوگنی رات چوگنی روحانی اخلاقی
ترقیات کی شاہراہ پر گامزن ہوکر نئی صدی کو اسلام
اور احمدیت کی حقیقی صدی بنانے والے ہوں خدا کرے کہ
یہ عاجزانہ دعا شرف قبولیت پائے۔ آمین۔

(شیخ مبارک احمد۔ امیر و مشنری انچارج)

"وقفِ نو"

کی اہم تحریک

نئی صدی کیلئے واقفین زندگی کی تیاری کا عظیم پروگرام

بفضل خدا جماعت احمدیہ دنیا کے ایک سو بیس ملکوں
میں پھیل چکی ہے اور مختلف زبانوں اور تمدنوں اور
ماحول کے طبقات میں جماعت کا نفوذ ہے اور تائید
الٰہی سے یہ نفوذ ترقی پر ہے۔ ہر ملک اور ہر قسم کے
ماحول اور زبان کے جاننے والوں کی دینی اخلاقی
اور روحانی تربیت کی ضرورت ہے اور ان سب طبقات
اور علاقوں میں اسلام کا پیغام پہنچانا جماعت احمدیہ
کی اہم ذمہ داری ہے اسی پاک اور اہم مقصد کیلئے
نئی صدی میں درجنوں نہیں بلکہ سینکڑوں اور
ہزاروں واقفین زندگی اور مبلغین کی ضرورت
ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ
نے اس اہم ضرورت کا غیر معمولی احساس فرمایا
ہے اور بروقت مشیت الٰہی کے تحت "وقف نو"
کی تحریک اور سکیم کو جاری فرمایا ہے۔ بہت ہی
اہمیت اور افادیت کی حامل یہ تحریک ہے۔ جماعت
کے جملہ مخلصین کا فرض ہے کہ وہ اس بابرکت تحریک
و سکیم کو پوری فکرمندی، دعاؤں اور عملی جدوجہد
سے کامیاب کریں۔

"وقف نو" کی سکیم کے ماتحت اس وقت تک
1200 بچوں اور بچیوں کے وقف کرنے کی اطلاع
سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

کی خدمت میں والدین کی طرف سے مل چکی ہے۔ امریکہ سے صرف 23 بچوں کی اطلاع ملی ہے۔ حالانکہ امریکہ سے کئی درجن بچوں اور بچیوں کی اطلاع متوقع تھی۔

احباب یاد رکھیں دنیا بھر کے مختلف طبقات اور علاقوں میں اسلام کا پیغام پہنچانے اور انکی دینی اخلاقی تربیت کیلئے چند سو واقفین سے کام نہ چلے گا۔ اب تو ہزاروں اور لاکھوں واقفین اور مبلغین کی ضرورت ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے جماعت احمدیہ کے جملہ افراد کی ذمہ داری ہے بالخصوص والدین کی کہ وہ اس بابرکت سکیم کو کامیاب بنائیں۔ زیادہ سے زیادہ ہر ملک سے وقف نو کے تحت بچے پیش کریں۔ اور بچوں کی پیدائش سے قبل ہی خاص دعائیں ان کے نیک و صالح اور باثمر ہونے کی کریں اور بالخصوص

رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْن

کی دعا تو ورد کے طور پر جاری رکھیں اور دعا کے ساتھ ان ضروری امور کو جنکا ذکر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ میں جو کہ لندن میں مورخہ 17/2/89 کو ارشاد فرمایا، اپنائیں یہ بنیادی اور اہم امور ہیں۔ ماں کے دودھ میں انکی ساتھ کے ساتھ آمیزش کی جانی ضروری ہے۔

مجھے یقین ہے اگر نیک نیتی اور تسلسل کے ساتھ دعا کا سلسلہ جاری رکھا گیا اور تعلیمی، تربیتی اور اخلاقی امور کی شاہراہ پر "وقف نو" کی سکیم کے ماتحت بچوں کو گامزن کر دیا گیا تو یہ بچے انشاء اللہ العزیز ایک دن اسلام کی عظیم فوج اور چاک و چوبند فوج تیار ہو کر اسلام کی سرحدوں کی نہ صرف پوری ہوشمندی سے حفاظت کرنے والی ہوگی بلکہ دنیا کے ان حصوں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں اولاد کے حق میں

مرے مولیٰ مری یہ اک دعا ہے ؎ تری درگاہ میں عجز و بکا ہے
وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے ؎ زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے
مری اولاد جو تیری عطا ہے ؎ ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
تری قدرت کے آگے روک کیا ہے ؎ وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے
عجب محسن ہے تو بحر الایادی ؎ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
نجات ان کو عطا کر گندگی سے ؎ برات ان کو عطا کر بندگی سے
رہیں خوشحال اور فرخندگی سے ؎ بچانا اے خدا! بد زندگی سے
وہ ہوں میری طرح دیں کے منادی ؎ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
عیاں کر ان کی پیشانی پہ اقبال ؎ نہ آوے ان کے گھر تک رعب دجال
بچانا ان کو ہر غم سے بہر حال ؎ نہ ہوں وہ دکھ میں اور رنجوں میں پامال
یہی امید ہے دل نے بتا دی ؎ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
دعا کرتا ہوں اے میرے یگانہ ؎ نہ آوے ان پہ رنجوں کا زمانہ
نہ چھوڑیں وہ ترا یہ آستانہ ؎ مرے مولیٰ انہیں ہر دم بچانا
یہی امید ہے اے میرے ہادی ؎ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
نہ دیکھیں وہ زمانہ بے کسی کا ؎ مصیبت کا الم کا بے بسی کا
یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا ؎ جب آوے وقت میری واپسی کا
بشارت تو نے پہلے سے سنا دی ؎ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(از در ثمین)

کو بھی جو ابھی اسلام سے وابستہ نہیں اسلام اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے فتح کرنے والی ہوگی اور اسلام کی تعلیمات مقدسہ سے ان سب حصوں کو منور کر دے گی۔ انشاء اللہ العزیز و باللہ التوفیق۔

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا

(شیخ مبارک احمد۔ امیر و مشنری انچارج)

حضور انور کا یہ خصوصی پیغام جو دنیا کے ۱۲۰ ملکوں میں اردو کے علاوہ مختلف زبانوں میں شائع کیا جا رہا ہے۔ جماعت احمدیہ امریکہ کو یہ سعادت حاصل ہو رہی ہے کہ حضور کا پیغام اردو اور انگریزی زبان میں امریکہ کے مختلف رسائل میں اور اس گزٹ میں شائع کیا جا رہا ہے۔ دعا ہے کہ یہ پیغام ہر لحاظ سے تقویت ایمان اور بنی نوع انسان کیلئے موجب ہدایت ہو۔ آمین۔

سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

صد سالہ جوبلی کی تقریبات کے شکرانہ کے آغاز کیلئے خصوصی پیغام

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥
نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھو الناصر

ملک ہند میں مشرقی پنجاب کے ایک چھوٹے سے قصبہ میں آج سے ایک سو سال پہلے ایک عجیب ماجرا گذرا، جسے آئندہ بنی نوع انسان کیلئے ایک عظیم عہد آفریں واقعہ بننا تھا۔ وہاں ایک ایسا مذہبی راہنما مبعوث ہوا جس نے خدا کے اذن سے دور آخر میں ظاہر ہونے والے آسمانی مصلح ہونے کا دعویٰ کیا۔ یوں تو دنیا میں ایسے سینکڑوں دعویدار پیدا ہوئے اور آئندہ بھی پیدا ہوتے رہیں گے لیکن اس کے دعویٰ میں ایک ایسی بات تھی جو سب سے الگ اور سب سے عجیب تھی۔ اس نے ایک ایسا دعویٰ کیا جس نے ایک نئے انداز میں اقوام عالم کے اتحاد کی بنا ڈالی اور توحید باریتعالیٰ کی ایک ایسی تفسیر کی جس نے دور آخر میں ظاہر ہونے والے متفرق مصلحین کے پراگندہ تصور کو وحدت کا جامہ پہنایا۔

وہ الفعدب آفریں اعلان کیا تھا جس نے اس دور کی مذہبی دنیا میں ایک ہیجان برپا کر دیا اور جس کا ارتعاش زمین کے کناروں تک محسوس کیا گیا۔ یہ وہ دور تھا جسے ہم بالعموم دور انتظار کہہ سکتے ہیں۔ تمام دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کے پیروکار کیا یہودی اور کیا عیسائی، کیا مسلمان اور کیا ہندو، کیا بدھ اور کیا زرتشتی اور کیا کنفیوشس کے ماننے والے سبھی اپنے اپنے مذہب کی راہ پر آخری

زمانہ کے موعود مصلح کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ یہود
کو بھی ایک مسیح کی انتظار تھی جس نے دور آخر میں ظاہر
ہونا تھا اور عیسائیوں کو بھی ایک مسیح کی آمد کا انتظار
تھا۔ مسلمان بھی ایک موعود مسیح کی آمد کے منتظر تھے
اور ایک مہدی معہود کی راہ دیکھ رہے تھے۔ ہندو کرشن
کی آمد ثانی کے منتظر اور بدھ مت کے ماننے والے
بدھا کے نئے روپ میں ظاہر ہونے کا انتظار کر رہے تھے
ہر مذہب میں ایسی قطعی اور واضح پیشگوئیاں
موجود تھیں کہ آخری زمانے میں سچائی کے عالمگیر غلبہ
کی خاطر خدا تعالیٰ کسی مصلح کو ضرور بھیجے گا لیکن مشکل
یہ تھی کہ ہر مذہب اس ظاہر ہونے والے مصلح کو الگ
الگ ناموں سے یاد کر رہا تھا۔

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
کو اللہ تعالیٰ نے یہ راز سمجھایا کہ مختلف مذاہب میں
جو مختلف ناموں سے آخری موعود عالم کی پیشگوئیاں
ملتی ہیں اگرچہ وہ سب بنیادی طور پر درست
ہیں لیکن یہ درست نہیں کہ خدائے واحد و یگانہ
نے ہر مذہب میں الگ الگ مصلح بھیجنا تھا بلکہ
مراد یہ تھی کہ ایک ہی مذہب میں جسے خدا تعالیٰ
اپنے جلوۂ توحید کے لئے اختیار فرماتا، ایک ایسے موعود
عالم کو مبعوث فرمانا تھا جو تمام مذاہب کے موعود مصلحین
کی بھی نمائندگی کرتا تا بنی آدم کو ایک عالمی وحدت کی
لڑی میں پرو کر توحید خالق کا ایک روح پرور نظارہ
توحید خلق کے آئینہ میں دکھایا جاوے۔

آپ نے اذن الٰہی کے تابع یہ اعلان کیا کہ وہ مذہب
اسلام ہے جسے خدا تعالیٰ نے اپنی توحید کے عالمگیر جلوہ کے
لئے اختیار فرمایا ہے اور محمد عربی احمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم وہ آخری صاحب قانون رسول ہیں جو سب
جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں اور جن کی غلامی
میں وہ مصلح عالم پیدا ہونا تھا جس کا مختلف ناموں کے ساتھ
مختلف لبادوں میں مختلف مذاہب میں ذکر ملتا ہے۔

بہت عجیب یہ دعویٰ تھا اور وہ یکا و تنہا آواز
جو ہندوستان کی ایک چھوٹی سی گمنام بستی سے بلند ہوئی
تھی بظاہر کوئی ایسی اہمیت نہ رکھتی تھی کہ قابل توجہ
اور قابل پذیرائی سمجھی جاتی لیکن تعجب ہے کہ دنیا
نے اس آواز کی طرف بڑی سنجیدگی سے توجہ کی اور
جہاں آپ کی تائید میں دنیا کے مختلف ممالک سے
بعض آوازیں بلند ہونا شروع ہوئیں، وہاں مخالفت
کا بھی ایک ایسا شور برپا ہوا کہ جس کی نظیر انسانی تاریخ
میں شاذ شاذ ملتی ہے اور ایسے تاریخ ساز ادوار
کی یاد دلاتی ہے جب خدا تعالیٰ اپنی نمائندگی میں اپنے
بعض کمزور بندوں کو پیغام حق کیلئے کھڑا کرتا ہے اور باوجود
اس کے کہ تمام دنیوی طاقتیں ان کی مخالف ہو جاتی ہیں
پھر بھی وہ انکی پشت پناہی کرتا، ہر لحظہ انکی حفاظت
کے سامان فرماتا اور قدم بقدم ان کی کمزوری کو طاقت
میں تبدیل فرماتا چلا جاتا ہے۔ پس یہی معاملہ اس
دعویدار اور اسکی جماعت کے ساتھ کیا گیا۔

دنیا نے آپ کی مخالفت کو انتہا تک پہنچا دیا۔
آپ کے خلاف کفر و الحاد کے فتاویٰ صادر کئے گئے۔
جھوٹے مقدموں میں ملوث کیا گیا۔ قتل کے منصوبے
باندھے گئے آپ کے متبعین کو ہر لحاظ سے ستایا گیا۔ انکی مذہبی
آزادی کو پامال کیا گیا اور بنیادی انسانی حقوق سے

محروم کر دیا گیا۔ ان کے نفوس و اموال کو مباح قرار دے کر ان کو واجب القتل ٹھہرایا گیا۔ ظالمانہ طور پر وہ شہید کئے گئے۔ اذیتناک جسمانی سزائیں دی گئیں۔ دوکانیں لوٹی گئیں۔ تجارتیں برباد کر دی گئیں اور گھر جلا دیئے گئے حتی کہ بارہا مساجد بھی منہدم کر دی گئیں غرضیکہ مخالفت کا ہر وہ ذریعہ اختیار کیا گیا جس کا مقصد آپ کے پیغام اور آپ کی جماعت کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا تھا لیکن دشمنی اور عناد کا یہ طوفان اس آواز کو دبا نہ سکا اور مخالفت کی ہر لہر سے جماعت احمدیہ پہلے سے قوی تر اور بلند تر ہو کر ابھری۔

پس جماعت کے قیام سے لے کر ایک سو سال تک بلاشبہ اس نحیف اور کمزور جماعت کو قادر و توانا خدا کی تائید اور پشت پناہی حاصل تھی اور ہر لمحہ اس کا دستِ قدرت اس کی حفاظت فرما رہا تھا۔

ان بے شمار فضلوں اور پیہم نوازشات پر اپنے محسن خدا کا ذکر بلند کرنے اور اظہار تشکر کی خاطر جماعت احمدیہ ۱۹۸۹ء کا سال صد سالہ جشن تشکر کے طور پر منا رہی ہے۔

اس مبارک موقعہ پر بڑے خلوص اور عجز کے ساتھ میں اپنے تمام انسان بھائیوں کو جماعت احمدیہ مسلمہ میں شمولیت کی دعوت دیتا ہوں اور عالم الغیب والشہادۃ خدا کو گواہ ٹھہرا کر کہتا ہوں کہ یہ ایک سچی اور مخلص جماعت ہے جو اسلام کو دین حق تسلیم کرتی ہے اور ایمان رکھتی ہے کہ آج بنی نوع انسان کی نجات اسلام ہی کے دامن سے وابستہ ہے۔ اسلام تمام بنی آدم کو وحدت اور امن کا پیغام دیتا ہے اور اپنی اشاعت کیلئے کسی قسم کے جبر و تشدد کے ذرائع کو اختیار کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور انسانی آزادئ ضمیر کا علمبردار ہے۔ اسلام انسان کو ہوائے نفس کی غلامی سے نجات بخشتا ہے اور ایک سادہ مگر انتہائی ترقی یافتہ نظام عطا کرتا ہے جو اس کے تمام اقتصادی، تمدنی اور معاشرتی مسائل کا مؤثر حل اپنے اندر رکھتا ہے۔ اسلام ایک ایسا سیاسی نظریہ دنیا کو عطا کرتا ہے جس میں جھوٹ اور فریب دہی کی کوئی گنجائش نہیں اور ایسے کامل عدل کی تعلیم دیتا ہے جو انفرادی، قومی اور گروہی مصالح سے بالاتر ہے اور دوست دشمن کے حقوق کو مساوی میزان سے تولتا ہے۔

جماعت احمدیہ ایمان رکھتی ہے کہ یہی دین ہے جو صلاحیت رکھتا ہے کہ آج تمام اقوام عالم کو ایک ہاتھ پر جمع کرے اور توحید کی لڑی میں پرو دے۔ پس میں اس اہم اور مبارک موقعہ پر بحیثیت امام جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر روئے زمین پر بسنے والے اپنے تمام انسان بھائیوں کو اسی دین امن اور دین توحید کی طرف دل کی گہرائی اور پرخلوص جذبۂ اخوت کے ساتھ بلاتا ہوں۔ ہر چند کہ احمدیت بادئ النظر میں ابھی ایک ایسی قوت کے طور پر نہیں ابھری جو ایک عالمی انقلاب برپا کرنے کی قدرت رکھتی ہو لیکن ہر صاحب بصیرت یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا کہ گذشتہ ایک سو سال میں شدید مخالفتوں کے باوجود اس جماعت کی حیرت انگیز عالمی ترقی کوئی ایسا معمولی واقعہ نہیں جسے نظرانداز کیا جا سکے۔

اس عرصہ میں جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے

دنیا کے ۱۲۰ ممالک میں قائم اور مستحکم ہو چکی ہے اور اسکی
ترقی کی رفتار لحظہ بہ لحظہ تیز سے تیز تر ہوتی چلی جا رہی
ہے اور اس جماعت کے حق میں وہ سب کچھ رونما ہو رہا
ہے، جس کا ایک سو سال پہلے انسانی تخمینوں کے لحاظ
سے کوئی تصور نہیں کیا جا سکتا تھا۔ پس یقیناً وہ
خدا کی ہی آواز تھی جس نے اس جماعت کے مستقبل
کے بارہ میں بانی سلسلہ احمدیہ کو ان الفاظ میں
خبر دی۔

"میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی
قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا
میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو
قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا
اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی
ظاہر کر دے گا" ...... "میں تیری
تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

اپنی الٰہی بشارات سے روشنی اور قوت پا کر بانیٔ
سلسلہ احمدیہ نے بنی نوع انسان کو یہ عظیم خبر دی کہ:

"قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح
پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں
ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے
ہاتھ کی تقویت کیلئے ایک اور ہاتھ
چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر
میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک
آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے
لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی
ہے اور آسمان پر ایک جوش اور ابال
پیدا ہوا ہے جس نے ایک پتلی کی طرح
اس مشت خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہر
ایک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند
نہیں، عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی
طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں
بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر
سکتیں۔ کیا وہ زندہ ہے جس کو
اس آسمانی صدا کا احساس نہیں۔"
(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

سعید بخت ہے وہ انسان جو آسمانی آواز پر کان دھرے
اور خدا کے قائم کردہ امام کی دعوت پر لبیک کہنے
کی سعادت پائے۔

والسلام
خاکسار
(دستخط) مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

دعا

"جو شخص مشکل اور مصیبت کے وقت خدا سے دعا کرتا ہے
اور اس سے حل مشکلات چاہتا ہے وہ بشرطیکہ دعا کو کمال
تک پہنچا دے خدا تعالیٰ سے اطمینان اور حقیقی خوشحالی پاتا ہے
اور اگر بالفرض وہ مطلوب اسکو نہ ملے تب بھی کسی اور قسم
کی تسلی اور سکینت خدا تعالیٰ کی طرف سے اسکو عنایت ہوتی ہے"
(ایام صلح ص ۱۱)

ایک خط اور اس کا جواب

”مباہلہ کا چیلنج جو ہمارے محبوب امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے مکذبین اور مکفرین کو دیا ہے اسے پڑھ کر بہت سے سنجیدہ احباب کو توجہ پیدا ہوئی ہے کہ وہ تحقیق کریں کہ آخر اس حد تک پہنچنے کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ اس سلسلہ میں ایک محترم صاحب نے ہمیں خط لکھا اور چند امور کی وضاحت طلب کی ہے۔ من وعن ان کے خط کو اور جو جواب بھجوایا گیا اسے ذیل میں قارئین کے افادہ کیلئے درج کر رہے ہیں۔

خط:۔

مکرمی۔ السلام علیکم

آپکا دنیا بھر کے معاندین اور مکذبین کو مباہلہ کا کھلا کھلا چیلنج پڑھا۔ اس سلسلہ میں کچھ امور کی وضاحت فرما دیں تو مشکور ہونگا۔

۱:۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے فرمایا ہے کہ ”ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے وہ بے ایمان ہے اور اسلام سے برگشتہ ہے اور یہ کہ وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔“

بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کے دعویٰ کا ثبوت قرآن یا سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں کیا پیش کرتے ہیں۔ ہر کس و ناقص اٹھ کر یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ مسیح موعود اور مہدی معہود ہے۔ اس کے دعوے کو کس طرح رد کیا جا سکے گا۔

۲:۔ قرآن اور سنت کے مطابق وحی صرف انبیاء پر ہی نازل ہوتی ہے بغیر نبی پر وحی کے نزول کا ثبوت کہاں سے ملتا ہے۔ پھر ہر شخص اٹھ کر کہہ سکتا ہے کہ اس پر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے۔ اس کا کیا رد ہوگا؟

۳:۔ خاتم الانبیاء سے بانی سلسلہ احمدیہ کیا مراد لیتے ہیں۔ سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والا یا مہر لگانے والا۔

۴:۔ بانی سلسلہ احمدیہ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے مذہب اور اہل سنت کے مذہب میں کوئی فرق نہیں ہے ایسی صورت میں ایک نیا سلسلہ قائم کرنیکی ضرورت کیوں پیش آئی؟

۵:۔ بانی سلسلہ احمدیہ کو مصلح یا مجدد ماننے میں تو کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی لیکن انکو مسیح موعود

اور مہدی معہود ماننا اور ان پر وحی کے نزول کا ماننا بغیر کسی نقلی یا عقلی دلیل کے اسلام میں زیادہ کرنے کے مترادف ہوگا اور بقول بانی سلسلہ احمدیہ بے ایمانی اور اسلام سے برگشتگی کا ثبوت ہوگا۔

فقط والسلام

احقر العباد ۔ حامد علی خان

جواب :۔

بخدمت مکرم محترم حامد علی خان صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا خط ملا ۔ آپ نے اس خط میں کچھ امور کی وضاحت طلب فرمائی ہے سب سے پہلے میں آپ کا شکر گذار ہوں کہ آپ نے شرافت اور نجابت کا مظاہرہ کیا ہے اور صحیح انداز میں امور پیش کئے ہیں ۔ جزاکم اللہ

۱:۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنے عقائد اور ایمانیات کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے اور اسے آپ نے اصل الفاظ میں نقل کیا ہے بالکل یہی بفضل خدا " ہمارا مذہب ہے " آپ نے درست طور پر نقل کئے ہیں ۔

۲:۔ " بانی سلسلہ احمدیہ کے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کے دعویٰ کا ثبوت کیا ہے " ۔ مختصراً تو اتنا ہی عرض کرونگا ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو چار نہیں بلکہ ایک لاکھ سے زائد مامور من اللہ، پیغمبر نبی اور مصلحین تشریف لائے ۔ ان سب پر آپ کا بھی ایمان ہے اور ہمارا بھی ، قرآن کریم نے انکی صداقت کیلئے جو اصول مقرر کئے ہیں ۔ انہیں اصولوں اور معیاروں پر حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کو آپ پرکھ لیں ۔ خط لمبا ہو جائے گا ۔ اس سلسلہ میں صرف یہاں ایک بات عرض کرونگا کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت آپ کے شامل حال رہی ۔ شدید مخالفت پہلے دن سے ہی آپ کو ، آپ کے مشن کو آپ کی جماعت کو اور آپ کے مقاصد دین اسلام کے احیاء کیلئے سعی کو ناکام نامراد اور تباہ کرنے کی ہر طرف سے ہندؤں ، آریوں ، عیسائیوں ، مولویوں اور حکومت کی طرف سے کی گئی ۔ وہ اکیلا تھا آج دنیا کے 117 ملکوں میں اس کے ماننے والے موجود ہیں ایک کروڑ سے بھی زائد ۔ اور ان ماننے والوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے جان و مال ، عزت و جذبات کی غیر معمولی قربانی کی سعادت نصیب ہوئی ۔ کیا کسی جھوٹے اور مفتری کو بھی اتنی لمبی اور اتنی شدید مخالفت، مزاحمت اور استہزا کا سامنا کرنا پڑا ۔ ایک بھی مثال نہیں ملتی ۔

محترم عزیز بھائی خاکسار آپ کو اس امر کی مزید تحقیق اور تفتیش کیلئے اس خط کے ساتھ ایک کتاب بھجوا رہا ہے آپ ازراہ مہربانی اس کا مطالعہ فرمائیں ۔ انشاءاللہ آپ پر حقیقت واضح ہو جائے گی ۔ اگر اس کتاب کے مطالعہ کے بعد کسی مزید سوال کی ضرورت پیش آئے تو بخوشی تحریر فرمادیں انشاءاللہ فوری طور پر آپ کو اس بارہ میں عرض کرونگا ۔

۳:۔ " خاتم الانبیاء سے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کیا مراد لیتے ہیں " اس سلسلہ میں حضرت بانی سلسلہ کا ایک اقتباس ذیل میں درج کرتا ہوں

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ سے سوال کیا گیا کہ
"خاتم النبیین کے کیا معنے ہیں" آپ نے جواباً فرمایا
"اس کے یہ معنے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد کوئی نبی صاحب شریعت نہیں آوے گا اور یہ کہ
کوئی ایسا نبی آپ کے بعد نہیں آسکتا جو رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر اپنے ساتھ نہ رکھتا ہو" ۔
(ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۱)

خاتم کے معنے اور خاتم سے مراد جبکہ ت کی زبر سے
ہو لغت میں مہر کے ہیں ۔ دوسرے علماء نے بھی اسکے
معنے مہر اور SEAL کے کئے ہیں ۔ مہر کی غرض تصدیق
ہوتی ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے
ہی پہلے انبیاء کو ہم نے تسلیم کیا ۔

"خاتم سے کیا مراد لیتے ہیں" اس پر بھی مزید
تفصیلی بحث ایک مختصر رسالہ میں درج ہے آپ کو
بھجوا رہا ہوں ۔ پوری وضاحت آپ کو اس میں
ملے گی ۔

گذشتہ چودہ سو سالوں کے عظیم القدر بزرگوں
نے جو سمجھا ہے خاتم سے اور اس کے معنے کئے ہیں وہی
جماعت احمدیہ سمجھتی ہے اور اس تشریح سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور شان اجاگر ہوتی ہے
آپ اس کتابچہ کا بھی ضرور مطالعہ فرماویں ۔

۳ :- آپ نے پیراگراف 2 میں تحریر فرمایا ہے
کہ قرآن سنت کے مطابق وحی صرف انبیاء پر ہی
نازل ہوتی ہے غیر نبی پر وحی کا ثبوت کہاں ملتا ہے
جواباً گذارش ہے کہ اس بارہ میں قرآن کریم
خداتعالیٰ کا مقدس کلام واضح طور پر ڈنکے کی چوٹ
سے یہ اعلان کر رہا ہے کہ وحی غیر انبیاء کو بھی ہوتی ہے ملاحظہ
فرمائیں

(۱) سورۃ مائدہ آیت ۱۱۲ (بسم اللہ کو آیت
شمار کریں تو ۱۱۲ ورنہ ۱۱۱ بعض قرآن کریم کے نسخوں میں)
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔

واذ اوحیتُ الی الحواریین ان امنوا بی وبرسولی

اور جب میں نے وحی کی حواریوں (مسیح علیہ السلام کے
شاگردوں) کی طرف کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان
لاؤ ۔ اب مسیح کے شاگرد تو نبی نہ تھے ۔

(۲) سورۃ القصص آیت ۸ (یا 7)

واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ

اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کی طرف وحی کی کہ موسیٰ کو
دودھ پلاؤ ۔
اب دیکھیں کہ موسیٰ کی والدہ محترمہ تو نبی نہ تھیں
مگر خدا نے انہیں وحی کی ۔

(۳) سورہ طٰہٰ آیت ۳۹ (یا ۳۸)

اذ اوحینا الی امك ما یوحی

جب ہم نے تیری والدہ کی طرف وحی کی ۔ یہ بھی حضرت موسیٰ
کی والدہ کا ذکر ہے ۔

وحی تو اللہ تعالیٰ کے کلام سے ثابت ہے کہ انسانوں کے
علاوہ بھی ہوتی ہے ۔ صرف نبیوں اور اولیاء اور نیک
بندوں کو ہی نہیں ۔ ملاحظہ فرمائیں :۔

واوحی ربك الی النحل ---- (سورۃ نحل ۶۹)

تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی ۔

آپ یا بعض مخالفین احمدیت انسانوں یا اولیاء
کو بھی وحی کے معنے سے محروم سمجھتے ہیں ۔ خداتعالیٰ اپنے

بندوں سے کلام کرتا ہے اسے وحی الہام کہتے ہیں حضرت
شاہ ولی اللہ صاحب اپنے متعلق تحریر فرماتے ہیں ۔
" اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی اور
فرمایا میں تجھے وہ طریقہ دونگا جو ان تمام طریقوں
سے جو اس وقت رائج ہیں سب سے زیادہ خدا تعالیٰ
تک پہنچانے کے قریب ہوگا" (تفہیمات الٰہیہ جلد اول)

بہت کچھ مزید بھی عرض کر سکتا ہوں لیکن جو
کتابچے اس خط کے ساتھ بھیج رہا ہوں ان سے مزید
مواد آپ کو مل سکے گا کہ وحی صرف انبیاء کے ساتھ
ہی مخصوص نہیں ۔ صرف شرط یہ ہے کہ قرآن کریم
غور سے پڑھا جائے ۔ ہر بات کا جواب بفضل خدا تعالیٰ
اس کتاب مقدس سے ملتا ہے ۔

۴ :- آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ "حضرت بانی سلسلہ
کے مذہب اور اہل سنت کے مذہب میں کوئی فرق
نہیں ایسی صورت میں ایک نیا سلسلہ قائم کرنے کی
ضرورت کیوں پیش آئی ؟ "

آپ کا سوال معقول ہے ۔ اگر آپ قرآن کریم
اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات
پر غور فرمالیتے تو جواب واضح ملتا ۔ خدا کی طرف سے
پیغمبر ، مصلح کیوں آتے رہے ۔ کیا اب وہ ضرورت
دنیا کی حالت پر ، خود مسلمانوں کی حالت پر نگاہ
ڈالکر دیکھ لیں ۔ کیا ان روحانی بیماریوں کی جنہوں نے
امت مسلمہ کو تباہ کر رکھا ہے کو دور کرنے اور ایک نیک
اور صالح سلسلہ کو قائم کرنے اور اسلام کو از سر نو
عمدہ اور صحیح صورت میں پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی ۔
پھر خود حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی
فرمائی تھی کہ ایمان اور قرآن دنیا سے اٹھ جائے گا ۔ صرف
نام کا ایمان اور قرآن کریم کے الفاظ رہ جائیں گے ۔ اس
وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود آکر
دوبارہ اسلام کو تازگی اور اسکی اصل حقیقت کو پیش
کرے گا ۔ اقبال نے کہا ہے

؎ رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی
رہ گیا فلسفہ تلقین غزالی نہ رہی

تلقین کی ضرورت تھی ۔ ملا فی سبیل اللہ فساد کی طاقت
سے یہ تلقین با برکت تھی ۔ خدا کی طرف سے کسی با برکت وجود
کی تلقین کی ضرورت تھی ۔

۵ :- جب آپ حضرت مرزا صاحب کو مجدد اور
مصلح ماننے میں قباحت خیال نہیں فرماتے تو خود ہی
غور فرمالیں ۔ مصلح اور مجدد کو اگر خدا یہ حکم دے
کہ تو اس زمانہ کیلئے مامور ہے ہم تجھے مسیح موعود اور
مہدی معہود بنا کر بھیجتے ہیں تو کیا ایسا عظیم مجدد
نعوذ باللہ نعوذ باللہ افتراء سے کام لے گا ہرگز ہرگز
نہیں ۔ ان پر وحی کے نزول کا مسئلہ بھی واضح ہو چکا
جب غیر نبی پر وحی ہو سکتی ہے جیسا کہ اوپر عرض کر آیا
ہوں تو جسے خدا مامور اور مسیح موعود بنا کر بھیجے اس
پر وحی کا نازل ہونا کیوں قابل اعتراض ہو ؟ شرط
یہ ہے کہ قرآن کریم پر غور ہو ۔ ساری مشکل اس لئے
پیش آئی ہے کہ سنی سنائی باتوں پر لوگ ایمان لے آتے
ہیں ۔ لیکن خدا تعالیٰ کے پاک کلام اور مقدس کتابوں کے
فرمودات پر غور نہیں کرتے ۔ خدا کہتا ہے کہ ہم نے غیر نبیوں
پر بھی وحی نازل کی تو پھر ولی مجدد اور امتی نبی ۔ غیر
شرعی نبی ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم نبی پر وحی

کا آنا کیسے قابل اعتراض ہوگیا۔ حضرت مرزا صاحب کا تو یہ الہام ہے ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے آپ کو یہ مقام خدا کے فضل سے نصیب ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی یہ ارشاد تھا کہ جب امام مہدی آئے تو رینگ کر بھی جانا پڑے تو اس کے پاس جاؤ۔ میرا سلام دو اور اس کی بیعت کرو۔

محترم بھائی! آپ حضرت مرزا صاحب کی کوئی ایک کتاب خود پڑھ کر دیکھ لیں۔ کس قدر اسلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالیٰ کی محبت اور عشق سے معطر نظر آئے گی۔

آپ کے سب سوالات کا شافی جواب ان میں ملے گا۔ نیز ایک دو تین کتابچے بھجوا رہا ہوں آپ مطالعہ کریں پھر بڑی خوشی سے اس عاجز سے رابطہ فرمائیں۔ انشاء اللہ قرآن و حدیث اور سنت رسول اور بزرگان سلف کے بابرکت ارشادات کی روشنی میں حقیقت حال کی وضاحت کر سکونگا۔

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو شرح صدر عطا فرمائے میرے پیارے بھائی اللہ تعالیٰ کے حضور ضرور دعا کریں۔ دعا سے بڑی مشکلات حل ہوتی ہیں۔ اے قادر و توانا اور ہادی کامل خدا اگر یہ شخص تیری ہی طرف سے مہدی اور مسیح موعود ہو کر آیا ہے تیرے ہی حکم سے یہ دعویٰ کیا ہے تو ہم پر حقیقت حال واضح فرما اور صراط مستقیم کے راستہ پر گامزن کردے۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

والسلام۔ خاکسار۔ شیخ مبارک احمد۔

ضروری خبریں

ـ٥ـ٥ـ٥ـ

★ - صد سالہ جوبلی کے جشن کے آغاز پر شکرانہ کے طور پر ۲۲ مارچ بروز بدھ نفلی روزہ رکھا جائے گا۔ ۲۲ اور ۲۳ مارچ کی درمیانی رات نماز تہجد ادا کی جائے گی۔ انشاء اللہ۔

ـ٥ـ

★ - جماعت احمدیہ امریکہ کی مجلس شوریٰ ۳۱ مارچ تا ۲ اپریل بیت الظفر نیویارک میں منعقد ہوگی (انشاء اللہ)

ـ٥ـ

★ - جلسہ سالانہ انگلستان کی تواریخ تبدیل کرکے ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ اگست ۱۹۸۹ کر دی گئی ہیں۔ براہ مہربانی نوٹ فرمالیں۔

ـ٥ـ

★ - جماعت احمدیہ امریکہ کا ۴۱ واں جلسہ سالانہ ۲۳، ۲۴، ۲۵ جون ۱۹۸۹ء کو منعقد ہوگا انشاءاللہ

ـ٥ـ

★ - امسال رمضان المبارک ۷ اپریل بروز جمعہ شروع ہوگا اور ۶ مئی بروز جمعرات ختم ہوگا (انشاء اللہ)

ـ٥ـ

چندے بڑھانے کی بجائے چندہ دہندگان کی تعداد میں اضافہ کو اولیت دی جائے

صد سالہ جشن تشکر

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ نے خلافت جوبلی ۱۹۳۹ء کے موقع پر بطور وصیت فرمایا :

"سلسلہ کے سو سال پورے ہونے پر بڑی شان سے جوبلی منانا"۔

(روایت حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ منقول از دیباچہ تاریخ احمدیت)

اسی ضمن میں حضور رضی اللہ تعالیٰ ہی نے ۱۹۵۷ء کے جلسہ سالانہ پر جماعت کو پھر تاکید کرتے ہوئے فرمایا :

"سو سال کی جوبلی بڑی جوبلی ہوتی ہے، جب جماعت کو وہ دن دیکھنے کا موقع ملے تو اس کا فرض ہے کہ وہ جوبلی منائے"۔ (الفضل ۱۶ جنوری ۱۹۵۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ ۱۹۷۳ کے موقع پر فرمایا :

"حضرت مصلح موعود کی خواہش تھی کہ جماعت صد سالہ جشن منائے، یعنی وہ لوگ جن کو سوواں سال دیکھنا نصیب ہو وہ صد سالہ جشن منائیں۔ اور میں بھی اپنی اس خواہش کا اظہار کرتا ہوں کہ جشن منایا جائے" (ماہنامہ انصار اللہ ۱۹۸۴)

ہمارے ان بزرگوں کا پیار ہر احمدی سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ یہ وقت دیکھنے کی توفیق دے رہا ہے وہ اپنی پوری طاقت کے مطابق اس جشن کو منایا جانے کا اہتمام کرے، انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی جماعتی سطح پر بھی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام

ہمارے کردیئے اُونچے منارے

تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے — کہ تُو نے کام سب میرے سنوارے
ترے احساں مرے سر پر ہیں بھارے — چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے
گڑھے میں تُو نے سب دُشمن اُتارے — ہمارے کر دیئے اُونچے منارے
مقابل میں مرے یہ لوگ ہارے — کہاں مرتے تھے پر تُو نے ہی مارے
شریروں پر پڑے اُنکے شرارے — نہ اُن سے رُک سکے مقصد ہمارے

اُنھیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

تری رحمت ہے میرے گھر کا شہتیر — مری جاں تیرے فضلوں کی پنہ گیر
حریفوں کو لگے ہر سمت سے تیر — گرفتار آگئے جیسے کہ نخچیر
ہوُا آخر وُہی جو تیری تقدیر — بھلا چلتی ہے تیرے آگے تدبیر

خُدا نے اُنکی عظمت سب اُڑا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

مری اُس نے ہر اک عزّت بنا دی — مخالف کی ہر اک شیخی مٹا دی
مجھے ہر قسم سے اُس نے عطا دی — سعادت دی ارادت دی وفا دی
ہر اک آزار سے مجھ کو شفا دی — مرض گھٹتا گیا جُوں جُوں دوا دی
محبّت غیر کی دِل سے ہٹا دی — خُدا جانے کہ کیا دِل کو سُنا دی

دوا دی اور غذا دی اور قبا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

ہوئے ہم تیرے اَے قادر توانا — ترے دَر کے ہوئے اور تجھکو جانا
ہمیں بس ہے تری درگہ پہ آنا — مصیبت سے ہمیں ہر دم بچانا

کہ تیرا نام ہے غفّار و ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

تجھے دُنیا میں ہے کِس نے پُکارا — کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا
تو پھر ہے کِس قدر اس کو سہارا — کہ جس کا تو ہی ہے سب سے پیارا

ہوُا مَیں تیرے فضلوں کا مُنادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

اسم اعظم

"خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل پر مندرجہ ذیل دعا القاء کی گئی ہے۔ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ اسم اعظم ہے اور یہ وہ کلمات ہیں کہ جو اسے پڑھے گا ہر ایک آفت سے اسے نجات ہوگی۔"

(ملفوظات جلد ۲، صفحہ ۲۶۲)

خطبہ جمعہ

سلمان رُشدی کی شیطانی کتاب کے دفاع کیلئے
ـــ اسلامی لائحہ عمل ـــ

بیان فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بمقام مسجد فضل لندن ، بتاریخ ۲۴/۲/۸۹

تشہد اور تعوذ کے بعد حضور انور نے حسب ذیل آیت قرآن تلاوت فرمائی:-

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ
عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ
ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ○ (سورۃ الانعام : آیت ۱۰۹)

پھر فرمایا:-

مَیں آج کے خطبے میں سلمان رشدی کی شیطانی کتاب کے متعلق احباب جماعت کو صورتحال سے مطلع کرنا چاہتا ہوں اور اس سلسلے میں وہ لائحہ عمل بھی پیش کروں گا جو اسلامی تعلیم کی رُو سے مسلمانوں کو ایسی صورتحال سے نپٹنے کے لئے اختیار کرنا چاہئیے۔

اس کتاب کا پس منظر کیا ہے؟ پہلی نظر تو فوری پس منظر پر جاتی ہے اور جیسا کہ مختلف صاحبِ رائے لوگوں نے اظہار کیا ہے۔ یہ کتاب کوئی انفرادی خباثت نہیں بلکہ اس کے پیچھے اسلام کے خلاف سازش کارفرما نظر آتی ہے لیکن اس سے بھی دُور کے پس منظر میں اس سازش کی جڑیں پیوستہ ہیں اور بات وہاں سے شروع ہونی چاہئیے۔

اس زمانے کا مستشرق ایک تہذیب کی ملمّع کاری کے پردے میں اس رنگ میں اب اسلام پر حملے کرتا ہے کہ جس سے تہذیبی دائروں کو پامال کئے بغیر وہ اسلام پر چرکے لگاتا رہے اور معصومیت اور نادانی میں بہت سے مسلمان ایسے ہیں جو یہ سمجھ بھی نہیں سکتے کہ وہی شرارت اور وہی خباثت جو گزشتہ تاریک صدیوں میں عیسائی مستشرقین کی طرف سے اسلام کے خلاف جاری تھی، اس نے نیا رنگ بدلا ہے لیکن خباثت وہی ہے اور دشمنی وہی ہے چنانچہ اس پہلو سے جب ہم اس دور کے پس منظر پر غور کرتے ہیں تو

معلوم ہوتا ہے کہ کئی سو سال تک مغربی دنیا میں مستشرقین زیادہ تر وہی لوگ تھے جو عیسائی پادری تھے اور عیسائی مذہب سے ان کا براہِ راست ایک خادمانہ تعلق تھا۔ اس دور میں اسلام کے خلاف جو کچھ بھی لکھا گیا وہ ننگے حملے تھے، بڑے گندے تھے لیکن ننگے اور واضح اور کھلے حملے تھے اور ان کا طریق کار یہ تھا کہ کمزور ترین روایات، جو مسلمانوں کی ہی کتب میں موجود ہیں، ان کو اٹھا کر ان کو واقعاتی صورت میں پیش کیا جائے اور یہ تأثر دیا جائے کہ ہم محققین ہیں۔ اپنی طرف سے ہم اسلام کے خلاف کوئی بات نہ کہتے ہیں، نہ اس کو تعلیمی روایات کے مطابق سمجھتے ہیں یا تصدیقی روایات کے مطابق سمجھتے ہیں۔ اس لئے جو کچھ بھی انہوں نے لکھا، اس کی بنیادیں انہوں نے اسلامی لٹریچر میں سے تلاش کیں۔ مؤرخین میں سے واقدی ان کا بہت مرغوب ہوا۔ اسی طرح طبری نے بے احتیاطی سے جو بعض لغو اور بیہودہ روایتیں اکٹھی کیں، ان پر انہوں نے بناء کی اور مغربی دنیا کے سامنے یہ تأثر پیش کیا کہ دیکھو مسلمان مصنفین جو بڑے رتبے اور اعلیٰ مقام کے مصنفین ہیں، جنکا اسلامی دنیا میں وقار ہے، ان کی کتابوں سے ہم یہ حوالے پیش کر رہے ہیں اس لئے یہ ہے حقیقی تحقیق، اصل تحقیق اور یہی اسلام کی صورت ہے جو ابھر رہی ہے۔ جو بددیانتی انہوں نے کی وہ یہ کہ اس سے قوی تر روایات زیادہ مستند کتب میں ایسی موجود تھیں جو ان لغو روایات کو کلیتہً ردّ کرتی تھیں۔ قرآن کریم کی تعلیم اور قرآن کریم میں واضح نصوص اور آیات ایسی موجود تھیں جن کی روشنی میں کوئی دیانتدار محقق ان بیہودہ اور لغو روایات کو نگاہ میں نہیں لا سکتا تھا جو سینکڑوں سال کے بعد اکٹھی ہوئیں اور جن کے اکثر راوی بالکل جھوٹے تھے اور اسلامی محققین نے اسماء الرجال کے سلسلے میں جو تحقیقات کیں، اسمیں ان کا جھوٹ، ان کا خبث، ان کا منافق ہونا اور ان کا بدکار ہونا، اس قسم کی بہت سی باتیں ان کتب میں موجود تھیں جو یہ پڑھتے تھے اور جانتے تھے کیونکہ بڑے بڑے لائق اور قابل آدمی اس پہلو سے موجود تھے کہ انہوں نے اسلامی کتب کی خوب ورق گردانی کی لیکن وہی چیز چنی جو اسلام کے خلاف حملے کے طور پر استعمال ہو سکتی تھی اور بظاہر دیانتداری کا ایک لبادہ اوڑھا لیکن درحقیقت یہ ایک انتہائی بددیانت تصنیفی کوشش تھی یا تحقیقی کوشش تھی جس کو انہوں نے ظاہری طور پر غیر جانبدار

تحقیق کی ملمع کاری کے اندر پیش کیا۔ پھر وہ دور بدلا، جیسا کہ میں نے گزشتہ بعض خطبات میں بھی بیان کیا تھا۔ ۱۹۸۲ء میں جب میں انگلستان میں آیا ہوں تو میں نے اس مضمون پر روشنی ڈالی تھی کہ محققین نے پھر اسلامی دنیا کی بڑھتی ہوئی طاقت کے پیش نظر اپنی پالیسی تبدیل کر لی اور چھپے ہوئے اور دبے ہوئے حملے کرنے شروع کیے اور زیادہ تر ان مسائل کو اچھالا جن مسائل کو اچھالنے میں اسلامی ریاستیں یہ سمجھتی تھیں کہ یہ ہماری تائید کی جا رہی ہے۔ مثلاً قتل مرتد میں بڑی شدت کیا تھا اور ان لوگوں کی تائید کی جو کسی بزرگ کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرتا ہے اس کو قتل کر دینا چاہیئے اور حوصلہ مخالفت کے مقابل پر نہیں دکھانا چاہیئے۔ یہ وہ چند باتیں ہیں بنیادی طور پر یعنی حوصلے کی کمی، برداشت کی کمی اور غیرت کا غلط تصور اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا اور ہر قسم کی مخالفانہ رائے کو شدت کے ساتھ کچلنے کی کوشش کرنا۔ یہ وہ بنیادی باتیں ہیں جن پر انہوں نے زور دیا اور یہ ثابت کیا کہ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے اور چونکہ اس زمانے کی بعض مسلمان ریاستوں کو اپنے ملک میں جبر و تشدد کے لئے اس قسم کی اسلامی سندات درکار تھیں اور وہ یہی چاہتے تھے کہ اسلام کو اس رنگ میں پیش کیا جائے، جس کے نتیجے میں ان کا استبداد ان دائروں میں مکمل ہو جائے جنمیں وہ حکومت کرتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے ان چیزوں کو اپنی تائید میں سمجھا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دور میں ہم پر جو عظیم الشان احسان کیا ہے وہ بہت دائروں پر پھیلا ہوا ہے لیکن یہ دائرہ خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ تمام ایسی غلط روایات کو تحقیقی طور پر رد فرمایا جن کے نتیجے میں اسلام کی تصویر ایک بھیانک مذہب کے طور پر دنیا میں ابھر رہی تھی اور ایسی تعلیم کے طور پر پیش کیا جو پاک فطری تعلیم تھی، جو دلوں میں اپنے ذاتی حسن کی وجہ سے خود بخود جذب ہونے اور دلوں کو قائل کر لینے کی اہلیت رکھتی تھی۔ اس پر سب دنیا میں علماء نے شور مچایا اور مخالفین نے احمدیت کے خلاف مہمات شروع کیں کہ یہ اسلام کو بگاڑ کر پیش کر رہے ہیں۔ سلمان رشدی کی کتاب میں جو کچھ لیا گیا ہے وہ انہی روایات سے لیا گیا ہے جن کو احمدیت نے رد کیا تھا اور اس جرم میں احمدیوں کے خلاف شدید تحریکات چلائی گئیں اور اس کے مقابل پر ان لغو اور بیہودہ روایات کو تسلیم کر لیا گیا، ان روایات پر بناء کر کے

اس نے ایک ناول لکھا اور زبان نہایت غلیظ اور بازاری اور سوقیانہ ، ایسی غلیظ زبان کہ جو ہماری بعض گلیوں میں بد اخلاق بچے روز مرّہ گندی زبان استعمال کرتے ہیں۔ اس سے ملتی جلتی زبان ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے متعلق ، آپ کی ازواج کے متعلق اور دیگر بزرگوں کے متعلق استعمال کی گئی ۔

مجھے جب پہلی دفعہ اس کتاب کی طرف متوجہ کیا گیا تو ۔۔۔ مجھ میں یہ تو طاقت نہیں تھی کہ ساری کتاب کا مطالعہ کر سکتا لیکن بعض متفرق احمدی دوستوں کو میں نے اس کام پر مقرر کیا کہ وہ ایسے خاص پیراگراف ، ایسے خاص حصّے کتاب کے نمایاں کر کے نشان لگا کر میرے سامنے پیش کریں جن سے پتہ چلے کہ یہ کیا کہنا چاہتا ہے ، کیوں کہنا چاہتا ہے اور اس کتاب کے پس منظر میں کوئی سازش ہے یا کوئی انفرادی کوشش ہے۔ ان حصّوں کا مطالعہ بھی ایک روحانی عذاب تھا لیکن ان کے مطالعہ سے مجھے یہ بات سمجھ آئی کہ یہ کتاب ایک شخص کی انفرادی کوشش کا نتیجہ یقیناً نہیں ۔ سلمان رشدی جیسا شخص جس کا مذہب سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں جو ایک دھریانہ ماحول میں پیدا ہوا ، اسی ماحول میں اس نے پرورش پائی اور پھر انگلستان میں کم عمری میں ایسی عمر میں آیا جب یہ دنیا کی بیہودگیوں اور لذتوں میں پوری طرح ملوث ہو گیا۔ مذہب سے اس کا کوئی رشتہ ، کوئی تعلق نہیں۔ وہ خود تسلیم کرتا ہے کہ مجھے مذہب کے متعلق کوئی ذاتی علم نہیں۔ اسکا اس باریکی کے ساتھ سارے وہ نکات تلاش کر لینا جو عیسائی دشمنان اسلام خصوصیت کیساتھ اسلام پر حملے کے لئے استعمال کیا کرتے تھے۔ یہ کوئی انفرادی اتفاقی واقعہ نہیں۔ اس سارے زہر کا نچوڑ اس کتاب میں اکٹھا کیا گیا ہے جو گزشتہ کئی صدیوں پر پھیلا ہوا ہے۔ سارا زہر نہیں تو اسمیں سے وہ حصّے خصوصیت کیساتھ جو آج کے مغربی مزاج کیساتھ مطابقت رکھتے ہیں چونکہ فحشاء یہاں عام ہے اور اس کے نتیجے میں جنسی مضمون سے تعلق رکھنے والی کتابیں یہاں زیادہ مقبولیت اختیار کرتی جاتی ہیں۔ اس لئے بعض قسم کی روایات پر بناء کر کے اس نے اس کتاب کو ایک نہایت گندی جنسی جذبات ابھارنے والی کتاب یا جنسی جذبات کو بعض مقدس لوگوں کی طرف منسوب کرتے ہوئے تصنیف کیا اور رنگ بھر دیا کہ گویا یہ کہانی ہے ۔

بہت سے تبصرے اسپر ہوئے ہیں لیکن ان تبصروں کی تفصیل میں تو میں یہاں نہیں جاؤں گا۔ بعض باتیں اس ضمن میں میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ ایک بات خصوصیت کیساتھ نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ یہ کتاب سلیمان رشدی کی یقیناً نہیں، اس نے اپنے ایمان کا تو نہیں کیونکہ ایمان اُس کے پاس نہیں تھا، اپنی روح کا سودا کیا ہے اور کسی امیر سوسائٹی نے اس کو روپیہ دیکر اس بات پر آمادہ کیا ہے، اس کے بعض قریبی دوستوں نے اس کو مشورہ بھی دیا کہ یہ بہت خطرناک بات ہے اور تم اسمیں ملوّث نہ ہو اور بعض ٹیلی ویژن پروگراموں میں انکا ذکر بھی آیا ہے لیکن اس کے باوجود وہ روپیہ اتنا زیادہ تھا کہ وہ اس کو رد نہیں کرسکا اور چونکہ خود ایک بے دین اور لامذہب انسان تھا اور خود اپنی ذاتی زندگی اس قسم کی نہیں تھی کہ جس میں انسان نفاست اور شرافت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھے اس لئے بالکل بے باک ہوگا اور معلوم ہوتا ہے کہ یہی اس کو کہا گیا تھا کہ ایسی کتاب لکھو جو انتہائی بے باکی کے ساتھ مغربی دنیا پر سے اسلام کا ہر قسم کا اچھا تصور مٹا دے اور یہ جو دوبارہ اسلام کا عروج ہو رہا ہے اور اسلام طاقت پکڑ رہا ہے اس کو اس قسم کے لٹریچر کے ذریعے کلیتہً مغربی اثرات سے زائل کر دیا جائے، مٹا دیا جائے اور اسلام کا وہ بھیانک تصوّر جو گذشتہ صدیوں میں پایا جاتا تھا۔ وہ پوری قوت کیساتھ دوبارہ واپس آجائے اور اسی تصوّر کے نتیجے میں پھر ہم اسلام کی وہ کوششیں جو یورپ اور مغرب کو اسلام کیطرف مائل کرنے کی ہو رہی ہیں، ان کو ناکام اور نامراد کردیں۔ یہ سازش کا پس منظر معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً ایک بات ایسی ہے جو اس قسم کے مصنّف کے ذہن میں از خود آہی نہیں سکتی، جو ایسی بات ہے جس کا عیسائیت اور اسلام کے دلائل کے مقابلہ میں اس کو ایک بنیادی اہمیت حاصل ہے اور اسکا آغاز حضرت اقدس اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے ہوتا ہے۔

مسلمانوں کا ہمیشہ سے یہ مؤقف رہا ہے کہ چونکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ اس لئے وہ روحانی ورثہ جس کی ابراھیم کو خوشخبری دی گئی تھی، اُس ورثے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم بھی اسی طرح شامل ہیں اور آپ کے متعلق جو مبارک پیشگوئیاں بائیبل میں موجود ہیں انکا آغاز یہاں سے ہوتا ہے۔ یہ مؤقف ہے جو مسلمان ہمیشہ سے، آغازِ اسلام سے لیکر اب تک لیتے رہے ہیں۔ اس پر

عیسائیوں نے بارہا یہ کوشش کی یعنی اپنے دلائل میں یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضرت ہاجرہ چونکہ باقاعدہ منکوحہ بیوی نہیں تھیں اور ایک لونڈی تھیں جن سے ازدواجی تعلقات کی حضرت سائرہ نے ان کو اجازت دے دی تھی۔ اس لئے یہ اولاد جائز اولاد نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو اس نوعیت کی جائز اولاد نہیں کہ وہ روحانی ورثہ پا سکے۔ یہ بحث ہے جو بڑے لمبے عرصے سے مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان چلتی چلی آئی ہے اور خصوصیت کے ساتھ احمدی لٹریچر نے جس کا نوٹس لیا اور نہایت قطعی اور مضبوط دلائل سے ہمیشہ عیسائی پادریوں اور محققین کے منہ بند کئے ہیں کہ ان کی اس دلیل میں کوئی جان، کوئی قوت نہیں محض ایک بیہودہ سرائی ہے اس سے بڑھ کر اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اب یہ شخص سلمان رشدی دہریہ بھی ہو لیکن پیدائشی طور پر اس کو اسلام کا دشمن تو نہیں سمجھا سکتا اور اتنا گہرا مطالعہ اس کا کہ اسلام اور عیسائیت کے درمیان وہ بنیادی چیزیں کون سی ہیں جن پر اسلام اور عیسائیت کے دلائل کی فتح و شکست کا انحصار ہے۔ یہ ایسے شخص سے توقع نہیں رکھی جا سکتی اور یہ خود تسلیم کرتا ہے کہ اس کا کوئی ایسا مطالعہ نہیں۔ چنانچہ اپنے مطالعہ کی بنیاد کے طور پر طبری کو پیش کرتا ہے اور طبری میں تو ایسا کوئی ذکر نہیں تو یقیناً ایسے عیسائی گروہوں کی طرف سے اس کتاب کا مواد اس کو مہیا کیا گیا ہے جو اسلام کی جڑوں پر اس دور تک حملہ کرنا چاہتے ہیں کہ جو تاریخ میں بہت دور تک گہری دبی ہوئی ہیں اور حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے تک وہ اُتر جاتی ہیں۔ چنانچہ حضرت اسماعیل کے متعلق وہ بات اس طرح شروع کرتا ہے کہ ناجائز اولاد کہتا ہے اور پھر نہایت ہی غلیظ، ناقابلِ برداشت لفظ ان کے لئے استعمال کرتا ہے۔ اگر لامذہب آدمی ہو تو دوسرے انبیاء پر بھی حملے کرتا لیکن اس کے حملے خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے آباء و اجداد پر اور ان بزرگوں پر ہیں جن کی اسلام میں خاص اہمیت ہے لیکن آگے جا کر جب صحابہ کے دور میں اس کے حملوں کا میں نے جائزہ لیا تو یہ ایک عجیب بات سامنے آئی کہ امہات المؤمنین پر حملے تو سمجھ آتے ہیں۔ یہ خبیث لوگ ہمیشہ اس طرح کرتے چلے آئے ہیں لیکن حضرت سلمان فارسی کو کیوں خاص طور پر اپنی خباثت کا نشانہ بنایا گیا۔

اس وقت یہ دوسرا نکتہ سمجھ آیا کہ چونکہ ایران کیں تو آجکل ان قوموں کی بے انتہاء دشمنی چل رہی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ ایران شکست کھا گیا ہے لیکن اس نے مغرب کی بالادستی کو تسلیم نہیں کیا۔ چاہے احمقانہ طور پر جوابی حملے کئے ہوں، اپنا نقصان کیا ہو، خودکشی کی ہو لیکن چوٹ مارنے سے باز نہیں آیا اور مغرب کے سامنے اپنا سر نہیں جھکایا۔ یہ چیز ان کی آنا پر ایسے عذاب کا موجب بنی ہوئی ہے کہ ہر دوسری چیز کو معاف کر سکتے ہیں، خمینی کو معاف نہیں کر سکتے اور ایرانی کو معاف نہیں کر سکتے۔ اس لئے چونکہ حضرت سلمان فارسی وہ اکیلے صحابی تھے جو ایک بہت صاحب عظمت تھے اور ایرانی تھے۔ اس لئے ان پر حملے سے یہ سمجھے، یعنی سکیم بنانے والے کے ذہن میں یہ بات تھی کہ یہ حملہ جو ہے یہ ایران کو تکلیف پہنچائیگا اور اس کو خاص طور پر چوٹ لگے گی اور ایسا ہی ہوا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بھی حملہ ہے لیکن وہ جانتے تھے کہ یہ حملہ شاید شیعوں کو تکلیف نہ پہنچا سکے۔ اس لئے دوسرا آدمی سلمان فارسی چنا گیا ہے۔ ابوبکرؓ بھی چنے جا سکتے تھے، عمرؓ بھی چنے جا سکتے تھے، عثمانؓ اور علیؓ بھی چنے جا سکتے تھے۔ ان سب کو چھوڑ کر سلمان فارسی کا انتخاب بتاتا ہے کہ یہ ساری کتاب ایک گہری سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ ہے اور بڑی باریک بینی کیساتھ یہ ایک ایسا منصوبہ تیار کیا گیا ہے جو وہاں وہاں چوٹ لگاتا ہے جہاں یہ چوٹ لگانا مقصود ہے پس یہ کتاب جو غلاظت کی ایک پوٹ ہے۔ یہ محض ایک غلاظت کی پوٹ نہیں بلکہ نشانے کیساتھ یہ غلاظت مقدس چہروں پر ماری گئی ہے اور اس ارادے کے ساتھ پھینکی گئی ہے کہ کثرت کیساتھ اہل اسلام کے دل دکھیں اور وہ بے چین اور بے قرار ہوں اور کچھ نہ کر سکیں۔ اس کا ایک ایرانی پس منظر بھی ہے اور کچھ یہ بھی کہ گزشتہ کم سے کم تقریباً ۱۵، ۲۰ سال سے مغربی ملکوں نے ایک دوغلی پالیسی اختیار کی ہوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان مسلمان ممالک کے دوست ہیں اور ان کو تقویت پہنچاتے ہیں جو اسلام کے متعلق ایسے متشددانہ رویّے رکھتے ہیں اور جبر اور استبداد کی تعلیم کے قائل ہیں۔ یہ اس لئے ہے تاکہ اپنے ملکوں میں وہ اسلامی نظریے کا سہارا لیکر اشتراکیت کو کچلیں اور مغربی دشمن طاقتوں کو بھی اسی تلوار سے کچلیں، قتل

کریں اور ختم کریں۔ یہ ان کا منصوبہ ہے اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ جب وہ اپنے ممالک میں اسلام کے نام پر مظالم کریں تو مغربی دنیا میں ان مظالم کو اچھالا جائے اور اسلام کی ایک نہایت بھیانک تصویر پیش کی جائے پس جہاں ایک طرف سعودی عرب کو پوری امریکہ کی حمایت حاصل رہی وہاں سعودی حکومت نے جب ایک شہزادی کو ایک بدکاری کے الزام میں قتل کروایا تو اس کی نہایت ہی مبالغہ آمیز اور خوفناک تصویریں اور فلمیں بناکر ساری دنیا میں پیش کی گئیں اور سعودی عرب نے اس کے خلاف بڑا شدید احتجاج کیا۔ اسی طرح امریکن اخبار سعودی کردار پر حملہ کرنے سے کبھی بھی باز نہیں آئے اور وہ ساری باتیں وہ تھیں جن کے اوپر امریکہ کی حکومت کی پوری چھتری تھی اور پوری طرح اس کی پشت پناہی حاصل تھی اس لئے یہ ان کے لئے ایک مسئلہ بن گیا کہ وہ حکومتیں جو اسلام کے نام پر جبر کرتی ہیں اور جن کی پوری سرپرستی مغرب کو حاصل ہے ان کی جبر کی عادتیں یا رجحانات اگر اہل کے مغربی دنیا میں آئیں تو پھر ہم کیا کریں گے چنانچہ ایک طرف ان خوفناک طاقتوں کو تقویت دیکر اور بنیادوں دیکر ابھارنے کی کوشش کرتے رہے، دوسری طرف مغرب میں ان کو بدنام کرتے رہے اور یہ چاہتے تھے کہ اسلام کا جبر اور تشدد عالم اسلام کے خلاف تو استعمال ہو لیکن غیر اسلامی دنیا کی طرف اس کا رجحان نہ ہو۔ خمینی نے اس رجحان کو پلٹنے کی کوشش کی لیکن بدقسمتی کیساتھ وہ کوشش جس رنگ میں ہونی چاہیئے تھی اس رنگ میں نہیں کی بلکہ ایسے رنگ میں کی کہ اسلام کے لئے مزید بدنامی کا موجب بنا۔ اب سوال یہ ہے کہ خمینی کیساتھ ہمارا کوئی نظریاتی تعلق تو نہیں ہے بلکہ مسائل پر بنیادی اختلافات ہیں اور وہ بنیادی شیعہ اصول جو ہر قسم کے شیعہ فرقوں کے اندر مشترک ہیں اور شیعیت کی جان ہیں، انمیں ہم ان سے مختلف ہیں اور اہل سنت کیساتھ ہمارا اتفاق ہے۔ اس کے باوجود تقویٰ اور سچائی کا تقاضا یہ ہے کہ جہاں کوئی بات درست دیکھی جائے اس کو تسلیم کیا جائے۔

خمینی نے جو کچھ بھی کیا ہے میرا تاثر یہ ہے کہ وہ شخص انتہائی غلطی خوردہ

سہی لیکن دیانتدار ہے۔ ہمارے نقطۂ نگاہ سے اسلام کے لئے انتہائی بے وقوف سہی لیکن امام خمینی صاحب کے اندر کردار کا دوغلا پن دکھائی نہیں دیا۔ چنانچہ ابھی ہالینڈ میں جب نیشنل پریس انٹرویو کے لئے آیا ہوا تھا انہوں نے مجھ سے اس قسم کا فقرہ چاہا کہ میں کہوں کہ خمینی صاحب نے جو یہ بات اٹھائی ہے، یہ صرف سیاسی چال کے طور پر ہے تو میں نے ان سے کہا کہ نہیں۔ ہرگز ایسی بات نہیں ہے۔ یہ آپ لوگ پروپیگنڈا کر رہے ہیں لیکن میں اسے درست نہیں سمجھتا۔ خمینی صاحب کا اسلام کا بگڑا ہوا تصور ہے اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ بُرا بھیانک تصور ہے۔ مجھے اس سے کوئی اتفاق نہیں لیکن خمینی کی شخصیت کے متعلق اب تک میں کوئی ایسی بات معلوم نہیں کر سکا جس سے میں یہ کہہ سکوں کہ امام خمینی صاحب عملاً جھوٹ بول رہے ہیں اور کہتے کچھ اور ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں جس بھیانک اسلام کو انہوں نے پیش کیا اسپر عمل بھی کر کے دکھایا اور اس کے نتیجے میں اتنا کشت وخون ہوا۔

میں اہل مغرب کو یہ کہتا رہا ہوں کہ دیکھنے والی بات یہ ہے کہ تمہیں خمینی کے خلاف کیوں تکلیف ہے۔ اصل تکلیف خمینی کے خلاف یہ نہیں ہے کہ اس نے اہل مغرب کو عملاً کوئی نقصان پہنچا دیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلام کے خلاف ہمیشہ سے جو یہ پھوڑے دل میں پکتے رہے ہیں کہ اسلام کو نیچا دکھایا جائے اور تیسری دنیا کے ممالک کو خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔ ان کو پوری طرح اپنے استبداد کے نیچے رکھا جائے۔ اس بات کو خمینی نے الٹایا ہے اور یہ ان کی تکلیف کا اصل راز ہے ورنہ جہاں تک خمینی صاحب کے بھیانک اسلامی تصور کا تعلق ہے اس کا تمام تر نقصان اسلام کو پہنچا ہے۔ میں ان کے سامنے یہ بات بار بار پریس کانفرس میں کھولتا رہا ہوں کہ جتنا خمینی نے آپ کو فائدہ پہنچایا ہے، بڑے ہی آپ ناشکرے ہیں جو اُس بیچارے کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ وہ جنگ لڑی اور اتنے لمبا عرصہ تک لڑی جس کے نتیجے میں تمام عرب دنیا کی اور ایران کی تیل کی دولت یعنی مسلمان دنیا کی تیل کی طاقت، اس کا اکثر حصہ کہنا چاہئے، وہ بیہودہ اور ذلیل ہتھیاروں کے بدلے ان کو ملتی رہی۔ اسلامی دنیا کی تیل کی دولت مغربی دنیا کو بعض بوسیدہ اور گھٹیا ہتھیاروں کے بدلے عملاً مفت ملتی رہی ہے۔ میں جب یہ کہتا ہوں تو علم کی بناء پر کہہ رہا ہوں۔ بہت سے ایسے ہتھیار جب جو ہر روز فنی ترقی کی وجہ سے

پرانے ہوتے جا رہے ہیں۔ پرانے زمانوں میں پچاس پچاس سال کے بعد ایسے دور آتے تھے کہ
بعض ھتھیاروں کی کھیپ پرانی ہوکر ردّ کردی جایا کرتی تھی۔ اب تو بعض دفعہ ایک سال
میں دو دفعہ ایسے واقعات ہوجاتے ھیں تو وہ سارے ھتھیار جو FAIR MODERN WAR
کے لئے، جدید حربی فن کے لئے مدّ مقابل کے خلاف مؤثر طور پر استعمال نہ ہوسکتے ہوں۔ مثلاً
روس نئی ایجادات کر چکا ہے اس کے لئے یہ پرانی رائفلیں کہاں کام آسکتی ہیں یا پرانے زمانے کے ٹینک
کہاں کام آسکتے ہیں، پرانے زمانے کے جہاز کیسے کام آسکتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں عموماً یہ یا غرق کردیا کرتے
تھے سمندروں میں اور یا جہاں امکان موجود ہوکہ توڑ پھوڑ کر انکو دوبارہ استعمال کیا جائے۔ اسمیں
کافی خرچ کرکے ان کو دوبارہ استعمال کرنا پڑتا تھا تو یہ سارا لچر ھتھیاروں کا گند ان ممالک کو تیل کے
بدلے بیچتے رہے۔ انکا ضمنی اتنا بڑا محسن ثابت ہوا کہ امریکہ کا جو DEFICIT، آپ جانتے ہوں
گے آجکل خبریں آتی رھتی ہیں، سالانہ DEFICIT، جس کے اوپر کہتے ہیں کہ بہت ہی بڑے خسارے
کے اعداد وشمار ہیں وہ 173 بلین ڈالر بنتا ہے اور یہ MIND BOGGLING یعنی دماغ کو ماؤف
کرنے والی رقم ہے۔ انسان اس کا تصوّر نہیں کرسکتا۔ بلین کتنی بڑی رقم ہوتی ہے۔ اس کو آپ
ڈالروں میں تبدیل کریں۔ ڈالروں کے پاکستانی روپے بنائیں تو کئی سڑکیں یہاں سے چاند تک
اور واپسی کی بن سکتی ہیں ان روپوؤں سے۔ صرف ایران نے اس جنگ میں جو روپیہ خرچ کیا
ہے اور زیادہ تر مغرب سے ھتھیار خریدنے پر خرچ کیا ہے۔ اس کی مقدار 400 بلین ہے یعنی
امریکہ کے سالہا سال کے جمع شدہ خسارے کے مقابل پر دُگنے سے بھی زیادہ، اڑھائی گنا
کے قریب۔ یہ پیسے کہاں گئے، کن لوگوں کے پاس گئے۔ انہیں ترقی یافتہ قوموں کے پاس جنہوں
نے ھتھیار دیئے اور ان ھتھیاروں سے کون مارا گیا۔ عیسائی مارے گئے یا یہودی مارے گئے یا
دھریہ مارے گئے۔ سوائے مسلمانوں کے اور کوئی نہیں مارا گیا۔ یا سنّی مسلمان مارا گیا ہے یا
شیعہ مسلمان مارا گیا ہے اور اس کے مقابل پر سعودی عرب اور عراق اور دیگر ہمدرد عرب
ممالک کی جو دولت اس جنگ کو سہارا دینے میں خرچ ہوئی ہے وہ سب اس کے علاوہ
ہے۔ میں نہیں اندازہ لگا سکتا، اس کے اعداد وشمار نہیں ھیں لیکن بے انتہاء روپیہ ہے اور
تقریباً تمام تر تیل کی دولت ہے جو مغربی دنیا میں کوڑیوں کے بھاؤ چلی گئی۔ اب پھر یہ دشمن

کس بات کے ھیں ۔ مارے گئے تو مسلمان مارے گئے۔ اختلافات ہوئے تو اسلامی دنیا میں ہوئے جو کچھ مظالم ہوئے وہ مسلمان نے مسلمان پر توڑے ۔ ساری دنیا میں اسلام کی بدنامی کے سامان پیدا کرکے آپ کے حضور پیش کئے اور ابھی آپ کا انتقام ختم نہیں ہو رہا۔ اس لئے یہ انتقام دراصل اُس اَنا کے کچلنے کے نتیجے میں ہے جس کا میں نے ذکر کیا ہے ۔ اور اس چیز کو یہ معاف نہیں کر سکتے ۔ اس لئے خمینی نے جو کچھ بھی کیا ہے اس سے مجھے اختلاف ہے کیونکہ اس نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے ، اپنی قوم پر ظلم کیا ہے ، عالم اسلام پر ظلم کیا ہے لیکن یہ بات ضرور کہنی پڑتی ہے کہ اس نے جو کچھ بھی سمجھا ، جس کو باطل سمجھا اس کے سامنے سر نہیں جھکایا اور یہ وہ تکلیف ہے جو اس شدت کیساتھ شائد صدیوں میں ان کو کبھی محسوس نہ ہوئی ہو جیسی اب محسوس ہوئی ہے ۔ اس لئے ان کو یہ معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ۔ چنانچہ جب خمینی صاحب نے اس خبیثانہ کتاب کے اوپر سلمان رشدی کے قتل کا حکم جاری کیا تو ان کا ردّ عمل غیر متوازن اور نہایت ھی شدید تھا ۔ ایک تو اسلام کو دوبارہ بدنام کرنے کا موقعہ ان کو ھاتھ آ گیا ۔ لیکن اس سے قطع نظر انہوں نے ساری دنیا میں شور مچایا کہ انسان کی تقریر کی آزادی کا حق تہذیب نو کی اتنی بڑی عظمت ہے کہ ہم اس پر حملہ برداشت نہیں کر سکتے ۔ کون ہوتا ہے زبان کے چرکوں کے نتیجے میں جسم کے چرکے لگانے والا اور پھر اعلان کر رہا ہے ھمارے ملک کے ایک باشندے کے خلاف ۔ اب سلمان رشدی کے حق میں اتنا شدید ردّ عمل کہ اچانک سارا یورپ متحد ہو جائے اور امریکہ کی پوری طاقت بھی اس کی پشت پناھی کرنے لگے اور اپنے سیاسی سفارت کار ان ملکوں سے اچانک بلالیں اور ان کے سفارت کار بھجوا دیں ۔ سوچنے والی بات ہے ۔ کونسی اس بات میں معقولیت ہے جبکہ خود ان کے اپنے ملک میں احمدیوں کے خلاف قتل کے اعلانات کئے گئے ۔ اخباروں میں چھپے اور میرے سر کی ۶۵ ہزار پاؤنڈ قیمت ڈالی گئی اور ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی ۔ ابھی حال ھی میں ایک SO CALLED عالم صاحب یعنی جو دنیا میں عالم کہلاتے ہیں ۔ وہ تشریف لائے اور انہوں نے بیان دیا کہ ہر احمدی واجب القتل ہے ۔ اس لئے انکا صرف یہی علاج ہے کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے ۔ اخبار میں وہ خبر شائع ہوئی ۔ کسی احمدی نے HOME OFFICE کو بھجوائی ۔ ان کی طرف سے جواب آیا کہ ابھی تک ہم اس بارہ

میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ آیا کوئی جرم انہوں نے کیا ہے یا نہیں کیا۔ جس قوم کے ان اصلاحات پر یہ ردِّ عمل ہوں جو ان کے ملک میں ایک آدمی کے خلاف نہیں بلکہ ایک پوری جماعت کے خلاف دیئے جا رہے ہیں جو معصوم ہے۔ جس نے کوئی بری نہیں کی، کوئی قانون نہیں توڑا۔ کسی کا دل نہیں دکھایا۔ ان کا ردِّ عمل خمینی کے متعلق اتنا شدید کہ اس نے قتل کا فتویٰ دے دیا ہے۔ صاف بتا رہا ہے کہ سیاست کھیلی جا رہی ہے۔ اسمیں اخلاقیات والا حصّہ اور ضمیر کی آزادی والا حصّہ محض ایک دکھاوا ہے۔ کچھ انتقامات ہیں۔ کچھ پرانے جذبے اسلام کے خلاف ہیں۔ کچھ نفرتیں ہیں جو نئی شکل میں سر اٹھاتی رہتی ہیں اور اب اس شکل میں پرانی دیرینہ نفرت نے سر اٹھالیا ہے اور خمینی صاحب اس کو انگیخت کرنے میں ایک ذریعہ بن گئے۔

قرآن کریم دفاع کی نہ صرف اجازت دیتا ہے بلکہ ہر مسلمان پر واجب قرار دیتا ہے اور ہر سرحد پر گھوڑے باندھنے کی تلقین کرتا ہے خواہ وہ نظریاتی سرحد ہو خواہ وہ جغرافیائی سرحد ہو۔ لیکن اسلام بعض قسم کی جوابی کارروائیوں کی اجازت نہیں دیتا اور بعض قسم کے حملوں کی اجازت نہیں دیتا۔ انمیں سے ایک یہ ہے کہ کسی کے بزرگوں کے اوپر حملہ کیا جائے۔ کسی کا دل دکھایا جائے چنانچہ وہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے یہ اصل اسلامی تعلیم ہے فرمایا

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ
فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔

یعنی آزادئ تقریر اپنی جگہ ہے۔ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّينِ کا حکم اپنی جگہ ہے لیکن اسلام مسلمان کی زبان پر پابندی لگا رہا ہے اور بزرگوں پر حملے کرنے کے دائرے پابندی لگا رہا ہے۔ اس مذہب کو یہ ایک آمرانہ اور بہیمانہ مذہب کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کرنے کی جرأت کرتے ہیں۔ کوئی شرم، کوئی اخلاقی اقدار کا ان کو خیال تک نہیں ہے۔ ان کے مستشرق جو واقعۃً اسلام کے نقلی علوم پر دسترس رکھتے ہیں ان کے سامنے یہ ساری باتیں موجود ہیں۔ قرآن جانتے ہیں۔ قرآن کے تراجم ان لوگوں نے کئے ہوئے ہیں لیکن اس آیت کو یہ کبھی اسلام کے دفاع میں پیش نہیں کریں گے۔ سوال یہ ہے کہ آزادئ ضمیر کا حق سب سے زیادہ اسلام نے قائم کیا ہے اور آزادی

تقریر کا حق بھی اسلام بڑی شان کے ساتھ مسلمانوں کو اور ساری دنیا کو دیتا ہے لیکن بعض جگہ شرافت کی حدود شروع ہوجاتی ہیں۔ ان حدود میں آزادی کے نام پر داخل ہونے کی اسلام اجازت نہیں دیتا اور تعلیم ایسے خوبصورت رنگ میں پیش کرتا ہے کہ غیروں کو نہیں روکتا کہ تم حملے نہ کرو بلکہ مسلمانوں کو روکتا ہے کہ تم غیروں کے مقدس لوگوں پر حملے نہ کرو۔ اس تعلیم کو اگر مسلمان ممالک نے اپنایا ہوتا تو کبھی یہاں تک نوبت نہ پہنچ سکتی۔ اگر پہنچتی بھی تو دنیا کے منہ پر وہ یہ باتیں مار سکتے تھے کہ ہم تو تمہارے مقدس بزرگوں کی عزت کی حفاظت کرتے ہیں ان کی بھی حفاظت کرتے ہیں جن کو ہم سچا سمجھتے ہیں، وہ تو ہم نے کرنی ہی تھی لیکن ان کی بھی کرتے ہیں جن کو ہم سچا نہیں سمجھتے اور غیر مذاہب کے سینکڑوں ایسے بزرگ ہیں جن کی احمدیت کی نظر میں تو اس وجہ سے عزت ہے کہ ہم عمومی اسلامی تعلیم کی رُو سے ان کو سچا سمجھتے ہیں لیکن مسلمانوں کے اکثر فرقے ان کو جھوٹا سمجھتے ہیں اور بعض دفعہ ان کے لئے عزت کا لفظ بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اِس قرآنی تعلیم کی رُو سے جن کو وہ جھوٹا سمجھتے تھے، اُن کی عزتوں کی حفاظت کرتے کیونکہ قرآن کریم نے تو یہاں تک فرمایا کہ جھوٹے خداؤں کو بھی گالیاں نہ دو۔ اس سے زیادہ بہتر اور کیا تصور ہو سکتا ہے۔ مذاہب کے بزرگوں کی عزت کرنا تو اس کے نیچے ہے، جھوٹے خداؤں کو بھی گالیاں نہیں دینی۔ فرمایا اگر ایسا کرو گے تو پھر اگر انہوں نے تمہارے خلاف گالیاں دیں تو پھر تمہیں اعتراض کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ پھر اگر انہوں نے تمہارے خدا کو، تمہارے بزرگوں کو گالیاں دیں تو تم نے خود ان کو دعوت دی ہوگی کہ آؤ اور ایسا کرو تو کتنی حسین تعلیم ہے اسلام کی جو ضمیر کو آزاد بھی کرتی ہے لیکن بھٹکنے سے بھی روکتی ہے۔

اب مغرب نے اپنے دفاع کا جو طریق اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہم آزادئ ضمیر اور آزادئ تقریر پر کسی قیمت میں حملہ نہیں ہونے دیں گے اور کہتے ہیں کہ سلمان رشدی نے جو کچھ لکھا ہے ہم اسمیں اس لئے دخل نہیں دے سکتے کہ ہمارے ملک میں آزادئ تقریر ہے۔ تمہارے ممالک میں بدتہذیبیاں ہیں، جہالتیں ہیں، تعصبات ہیں۔ تمہارا مذہب ایسا ہے کہ جو دوسرے کی زبان بندی کرتا ہے۔ اس لئے تم لوگ یہ سمجھ نہیں سکتے کہ انسانی ضمیر کی آزادی کہتے کیسے ہیں۔ ہمیں دیکھو، ہم اِن قدروں کے علمبردار بنے ہوئے ہیں۔ جن قدروں

کا حقیقی اور سچا علمبردار اسلام تھا، ان قدروں کی غلط صورتوں کے یہ علمبردار بنے اور اپنے آپ کو دنیا کی عظیم ترین تہذیب کا محافظ اور پیغامبر بنائے ہوئے ہیں، حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ جس چیز کی یہ حفاظت کر رہے ہیں وہ اس کے بالکل برعکس ہے جو اسلام نے تعلیم دی تھی۔ اب تجزیہ کر کے دیکھیں کہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اے مسلمانو! تم دوسروں کے بزرگوں کو خواہ وہ سو فیصدی جھوٹے ہوں بُرا بھلا نہ کہو۔ اور اسمیں ہم تمھیں آزادی نہیں دیتے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں آزادی کا تصوّر یہ ہے کہ دوسروں کے بزرگوں کو خواہ وہ کروڑہا کروڑ انسانوں کے نزدیک صاحبِ عظمت ہوں، بُرا بھلا کہو اور نہایت غلیظ زبان میں بُرا بھلا کہو اور یہ ہے آزادئ ضمیر کا تصوّر اور یہ ہے انسانی آزادی کا تصوّر۔ کیا دوسری طرف ضمیر کوئی نہیں ہے؟ کیا زبان کو آزادی ہے اور کانوں کی کوئی آزادی نہیں ہے کیا زبان کا حق ہے اور کان کا نہیں۔ کیا یہ حقوق ایک سمت سے دوسری سمت میں روانہ ہوتے ہیں اور دوسری سمت کا کوئی بھی خیال تمھیں نہیں ہے؟

یہ عدم توازن ہے جس کو مسلمانوں کو کھول کر ان کے سامنے پیش کرنا چاہیئے اور پھر یہاں بھی ایک دوغلاپن ہے۔ ایک تضاد ہے ان کے اپنے عمل میں۔ BLASPHAMY کا ایک قانون ہے جو اس ملک میں رائج ہے لیکن وہ صرف عیسائیت کے لیئے ہے۔ اب دیکھیں یہاں بھی اسلام اور عیسائیت کا کتنا نمایاں فرق ظاہر ہو کر سامنے آتا ہے۔ ان کا جو قانون ہے وہ یہ ہے اور اس کو JUDGE MADE LAW کہتے ہیں یعنی پارلیمنٹ نے تو یہ قانون نہیں بنایا مگر روایتاً چلا آرہا ہے جس کو عدالتوں نے تقویت دی اور اس کی توثیق کی۔ وہ قانون یہ ہے کہ عیسائیت کے خلاف اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف کوئی ایسی زبان برداشت نہیں کی جائیگی جو تضحیک کا رنگ رکھتی ہو۔ تذلیل کا رنگ رکھتی ہو۔ اسمیں خاسقانہ لفظ استعمال کیئے گئے ہوں تو وہاں آزادئ ضمیر کہاں گئی اور وہاں آزادئ تقریر کہاں چلی گئی۔ اپنے ملک میں قانون رائج ہے، موجود ہے اُسے ایک طرف چھپائے ہوئے ہیں۔ اسلام یہ قانون دے رہا ہے کہ تم نے دوسرے مذہبوں کی عزت کرنی ہے اور خبردار جو اس قانون کو پامال کیا اور اس مذہب کو کہتے ہیں بہت ہی تنگ نظر اور جاہلانہ اور فرسودہ مذہب ہے اور ان کے ہاں صرف اپنے بزرگوں کی حفاظت کا قانون ہے اور جب ان سے کہا جائے کہ دوسرے بزرگوں کی عزت کرو تو کہتے ہیں یہ آزادئ ضمیر، آزادئ تقریر کے مخالف بات ہے۔

مجھ سے جب پریس انٹرویو ہوئے، کچھ یہاں۔ یہاں تو بعض معززین کی دعوت میں سوال ہوا تھا۔ ھالینڈ میں کئی پریس انٹرویوز ہوئے، ان کے سامنے میں نے یہ مسئلہ رکھا۔ میں نے کہا آزادئ تقریر اپنی جگہ درست ہے لیکن یورپ کے سیاستدان کا عمل بتا رہا ہے کہ یہ بے محابا نہیں ہے اور بے حد نہیں ہے جب آزادئ ضمیر بعض حصّوں میں، بعض سرحدوں سے گذرنے کی کوشش کرتی ہے تو آپ اسپر قدغن لگاتے ہیں اس کی راہ روک کے کھڑے ہو جاتے ہیں چنانچہ میں نے کہا جس انگلستان میں آجکل شدت کیساتھ سلمان رشدی کی کتاب کی تائید میں باتیں ھورھی ہیں اور آزادئ تقریر کے نام پر ہورھی ہیں، وھاں کی پارلیمنٹ میں اگر مسز تھیچر یا اور پارلیمنٹ کے ممبروں کے خلاف ویسی ھی خبیثانہ زبان استعمال کی جائے جیسی اس کتاب کے مصنّف نے دنیا کے مقدس ترین بزرگوں کے متعلق استعمال کی ہے تو کیا آزادئ تقریر کے نام پر آپ یہ زبان برداشت کریں گے۔ کیا انگلستان کی پارلیمنٹ اس کی اجازت دے گی۔ ایسے شخص کو مجبور کیا جائیگا کہ وہ اپنے گندے الفاظ خود کھا جائے ورنہ اُسے اُٹھا کے ایوان سے باہر پھینک دیا جائیگا تو وھاں آزادئ تقریر کا حق کیوں یاد نہیں آتا۔ اس لئے کہ آپ کی عقل آپ کو بتاتی ہے کہ آزادئ تقریر کا حق غیر محدود نہیں ہو سکتا۔ بعض دائروں میں اسے محدود کرنا ہوگا اور اسمبلی کا دائرہ ان دائروں میں سے ایک ہے۔ مذھب کا دائرہ اِس سے زیادہ حقدار ہے کہ وھاں اس حق کو اس حد تک محدود کیا جائے کہ کسی پر ظالمانہ چرکے نہ لگائے جائیں۔ پس یہ جھوٹ ہے کہ آزادئ ضمیر کی اور آزادئ تقریر کی حفاظت کی جارھی ہے۔ بیچ میں سے یہ لوگ بہت خوش ہیں کہ ھمیں عالم اسلام سے بدلہ لینے کا خوب موقعہ ملا ہے اور ان کو دکھ پہنچانے کا اور تہذیب کے نام پر کسی کو دکھ نہیں دینا۔ یہ کوئی ایسا موقعہ ھاتھ سے جانے نہیں دیتے جس سے عالم اسلام کو دکھ پہنچے۔

ایک پہلو تو اس کا یہ ہے جو آپ کے پیش نظر رھنا چاہیئے۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ ان میں سے بہت سے لوگ ہیں جو اس صورتحال کو سمجھ ھی نہیں سکتے۔ مسلمانوں کو یہ چاھیئے تھا کہ ایسے لوگوں کو سمجھانے کے لئے ایسے کثرت کیساتھ مضامین لکھتے اور صورتحال کو واضح کرتے اور یہ جو درمیانی طبقہ ہے، لاعلم طبقہ، یہ اس جھوٹے پروپیگنڈے کی لپیٹ میں کلیتہً آچکا ہے۔ یہ اس لئے اِن باتوں کو نہیں سمجھتے کہ ایک تو جیسا کہ میں نے بیان کیا۔ آزادئ تقریر کا تصوّر غلط رنگ میں ان کے سامنے رکھا گیا ہے۔ دوسرے دو کمزوریاں اس وقت مغربی قوموں میں جاگزین ہو چکی ہیں، گہرے طور پر ان میں جڑیں پکڑ چکی ھیں۔ ایک بے حیائی اور دوسرے مذھب سے دوری

چنانچہ یہاں حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق بھی بعض دفعہ ایسی ایسی لغو باتیں چھپ جاتی ہیں کہ کوئی غیرتمند عیسائی دراصل اس کو برداشت نہیں کر سکتا لیکن غیرت اگر کم ہو جائے تو کیا کیا جائے۔ مسلمان تکلیف اٹھاتے ہیں۔ احمدی مسلمان کی حیثیت سے تکلیف اٹھاتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائی ملکوں میں بھی گالیاں دی جاتی ہیں تو ان کا تصور بگڑا ہوا ہے اور پھر جنسیات نے اتنا قبضہ کر لیا ہے ان کے دماغ پر کہ یہ سمجھتے ہیں کہ ناول میں جنسی چٹکلے چھوڑنا تو ضروری ہو گیا ہے، اس کے بغیر تو ناول مزیدار ہو ہی نہیں سکتا تو جہاں تقدس کا تصور مٹ چکا ہو۔ جہاں جنسیات قوم کے مزاج پر غالب آچکی ہو وہاں ایسی کتاب جس میں مقدس ہستیوں پر حملہ کیا گیا ہے اور جنسی پہلو سے حملہ کیا گیا ہے، وہ ان کے نزدیک ایک دلچسپ ناول ہے اس سے زیادہ کچھ بھی حیثیت نہیں۔ ان کو بتانا چاہئیے کہ مسلمانوں کی طرز فکر تم سے مختلف ہے۔ ہمارے جذبات اور ہیں۔ ہماری قدریں اور ہیں۔ ہمیں سمجھنا ہو تو اپنی عیسائیت کی پچھلی صدیوں میں جا کر دیکھو۔ تم انہیں جہالت کی صدیاں کہہ کے رد کر رہے ہو۔ ہم سمجھتے ہیں اس وقت کوئی غیرت اور روشنی تم میں موجود تھی جو اب مٹ گئی ہے۔ ایک پہلو سے تم روشنی میں داخل ہوئے ہو، دوسرے پہلو سے تاریکیوں میں قدم بڑھا رہے ہو۔ پس مذہبی پہلو سے اور تقدس کے تصور کے لحاظ سے تم روشنیوں سے اندھیرے میں سفر کر رہے ہو۔ اس زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اس کا ہزارواں حصہ بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا تھا جتنا اب کھلم کھلا ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبارات میں کہا جاتا ہے تو یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم نے خود اپنے بزرگ بلکہ جس کو خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں، اس پر حملے کی کھلی اجازت دی ہوئی ہے تو مسلمان اعتراض کرنے والے کون ہوتے ہیں کہ جن کو ہم نبی بھی نہیں سمجھتے انکے اوپر ہم حملہ کریں۔ یہ جو تضادات ہیں یہ سمجھانے والے ہیں اور بتانے والے ہیں اور خوب بات کھولنی چاہئیے کہ یہ وجوہات ہیں۔ جس طرح ان کے پارلیمنٹ کا حوالہ ہے۔ بعض تہذیبی اقدار کا حوالہ ہے۔ یہ بتانا چاہئیے کہ قوموں کیساتھ مل جل کر رہنے کے لئے بعض تہذیبی تقاضے تمہیں پورے کرنے ہوں گے۔ عالم اسلام ایک بڑی طاقت ہے اور آج جب کہ دنیا بدامنی کا گہوارہ بنی ہوئی ہے۔ یہاں امن پیدا کرنے کے لئے تمہیں عقل اور سلیقہ اختیار کرنا چاہئیے اور ایسی طرز اختیار کرنا چاہئیے کہ بے وجہ کسی قوم کا دل نہ دکھے۔ اس تمام تحریک میں سمجھانے کا یہ عنصر غائب رہا ہے۔ چنانچہ جب ہالینڈ میں مجھ سے پریس انٹرویو لیا گیا۔ اور وہاں اور یہاں میں ایک یہ فرق میں نے دیکھا کہ یہاں آجکل اسلام کے حق میں

معقول باتیں اور سمجھانے کی باتیں کی جائیں تو ان کو پریس والے شائع ہی نہیں کرتے اور ھالینڈ اس لحاظ سے بالکل آزاد تھا۔ انہوں نے نہایت عمدگی اور دیانتداری سے اس انٹرویو کو ریڈیو میں بھی مشتہر کیا اور اخبارات میں بھی شائع کیا اور انہوں نے بتایا کہ کیا ھمیں اعتراض ہے؟ کیوں اعتراض ہے؟ کیا کرنا چاہیئے؟

میں نے ان سے کہا کہ تم لوگ زبان کی آزادی کے علمبردار ہو تو کیا تمھاری آزاد زبان ایک بیہودہ بات کو رد کرنے کے لیئے استعمال نہیں ہو سکتی تھی۔ اس پر کیا قدغن لگی تھی۔ کیوں تمھارے سیاسی راھنماؤں نے، کیوں تمھارے دانشوروں نے اس ظالم انسان کے خلاف ایک لفظ نہیں کہا اور اُسے رد نہیں کیا اور کیوں اپنے عوام الناس کے سامنے تم نے یہ بات نہیں اٹھائی کہ مسلمانوں کے دل اس معاملے میں بڑے حساس ہیں اور یہ شرافت کی اقدار کے خلاف بات ہے کہ کسی بزرگ کے متعلق ایسے لغو حملے کرنا جس کے اوپر قوم کے لکھوکھہا انسان جانیں قربان کرنے کے لیئے تیار ہیں اور کروڑھا ہیں جو جانیں قربان کرنے کا دعویٰ تو ضرور کرتے ہیں لیکن لازماً لکھوکھہا ایسے ہیں جو عملاً ھنستے ہوئے اپنی جان فدا کرنے کے لیئے تیار بیٹھے ہیں۔ تو یہ آگ سے کھیلنے والی بات ہے۔ اس کو سمجھو۔ تمھارے مسلمانوں سے عالمی تعلقات ہیں، ان کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ اگر شرافت کی خاطر نہیں تو اپنے مفاد کی خاطر اور عقلی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے تم اپنے طرز عمل کو تبدیل کرو۔ اس قسم کی نصیحت کی باتیں، کچھ رشدی کے خلاف باتیں کی ہوتیں اور عالم اسلام کو آپ یہ کہتے کہ ھمارے قانون سر دست ھمیں مجبور کر رہے ہیں کہ ھم اس کتاب کو BAN نہ کریں تو عالم اسلام کا ردعمل نسبتاً زیادہ سلجھا ہوا ہوتا اور رشدی کی کتاب کے خلاف ساری دنیا سے باتیں سنکر کچھ تو ان کے دل ٹھنڈے ہوتے لیکن یہاں آزادئ زبان استعمال نہیں کی اور غلاظت کو تقویت دینے میں آزادئ تقریر کی باتیں ہو رھی ہیں تو جس طرف بھی دیکھیں ایک غلط ردعمل ہے جس نے صورتحال کو انتہائی بھیانک بنا دیا ہے۔

مسلمانوں کے غلط ردعمل نے اتنا نقصان پہنچایا ہے اسلام کو کہ یہ کتاب اپنی ذات میں کبھی بھی اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی۔ کتابوں کو جلایا گیا، جھنگڑے ڈالے گئے گالیاں دی گئیں۔ اس کے نتیجے میں یہ لوگ اس تاریخی پس منظر میں کہ اسلام جہاد کی تعلیم دیتا

ہے۔ غیر کو قتل کرنے کی تعلیم دیتا ہے، غلط افسانے اپنے ذہنوں میں بٹھا بیٹھے۔ یہاں
انگلستان میں عوام الناس سے آپ بات کر کے دیکھیں تو آپ حیران ہوں گے۔ ان کا اب یہ
تصور ہے کہ مسلمان یہاں اب ہر غیر کی گردن کاٹنے کے لئے تیار بیٹھا ہوا ہے اور ہماری
سوسائٹی میں بدامنی پھیل جائیگی اور عذاب نازل ہو جائیگا اور ہم برداشت نہیں کر سکیں
گے حالانکہ مسلمان کی کل ایک ملین کی تعداد ہے اور ان کا جوش جتنی تیزی سے اٹھتا ہے بدقسمتی
سے اتنی تیزی سے بیٹھ بھی جاتا ہے۔ صرف دائم رہنے والی نفرتیں پیچھے چھوڑ رہے ہیں اور اسلام
کے حق میں کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے لیکن اس سے بہت زیادہ نقصان یہ پہنچا ہے کہ وہ کتاب
جو اپنی ذات میں شدید پروپیگنڈے کے باوجود بھی مقبول نہیں ہو رہی تھی اور بعض ممالک اس
کو رد کر چکے تھے۔ ہندوستان اس کو بغیر کسی احتجاج کے رد کر چکا تھا۔ جاپان اس کو بغیر
کسی احتجاج کے رد کر چکا تھا۔ انہوں نے کہا ہم ہرگز اس کا ترجمہ اپنے ملک میں شائع نہیں ہونے
دیں گے اور اس کتاب کے خلاف قطعی طور پر ایسے محرکات تھے جن کے نتیجے میں بعض حکومتیں
اس کو اپنے ملک میں شائع کرنے سے خوف کھا رہی تھیں۔ چند لوگ پڑھتے اور کچھ دیر کے بعد کتاب
نظر سے غائب ہو جاتی، گر جاتی۔ نہایت ذلیل قسم کی کتاب ہے۔ شریف لوگوں کو اس میں
کوئی زیادہ دلچسپی نہیں تھی لیکن اب اتنی دلچسپی پیدا ہو گئی ہے کہ کروڑھا، مغربی دنیا کا
انسان، اس کتاب کو لینے کے لئے ترس رہا ہے۔ پورا زور لگا رہے ہیں کسی طرح یہ مہیا ہو
جائے۔ جب مسز تھیچر نے SPY CATCHER کے خلاف مہم چلائی تھی تو ان
کے ناقدین نے یہی بات کہی تھی کہ تم تو اس کتاب کو انگریز کی نظر سے اوجھل رکھنا چاہتی
تھی، یہ تمہاری مہم ہی ہے جس نے اس کو اتنی تقویت بخشی ہے لیکن وہ مہم تو پھر ایک معقول
دائرے سے تعلق رکھتی تھی۔ جب آپ بے سروپا مہم کریں تو زیادہ تر آپ کو نقصان پہنچاتی
ہے اور دشمن کو فائدہ پہنچاتی ہے پس ایک نہایت غلیظ کتاب یہاں تک شہرت پا گئی
کہ امریکہ میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اب اس کے نہایت گندے اقتباسات جو دراصل
مسلمان کی دل آزاری کا موجب تھے، پڑھ کر سنائے جا رہے ہیں یعنی کتاب خریدنے کی بھی
ضرورت نہیں رہی۔ وہ غلاظت اور وہ خباثت کروڑھا انسانوں تک گھر بیٹھے پہنچ رہی ہے

تو ان کو جوابی کارروائی تو حکمت سے کرنی چاہیئے۔ بدقسمتی سے مسلمانوں میں کوئی معقول، سلجھی ہوئی لیڈرشپ نہیں ہے اور جو مولوی ہے اس کو اتنی عقل ہی نہیں ہے کہ اسلام کے حق میں کس قسم کی تحریکات چلانی چاہیئیں اور کس قسم کی تحریکات سے احتراز کرنا چاہیئے۔ اور اس زمانے میں سارا عذاب مسلمان پر وہ یہ ملّاں ہے جس کو دنیا کے حالات کی، دنیا کی سیاست کی، دنیا کی حکمتوں کی ہوش ہی کوئی نہیں۔ وہ صرف وقتی طور پر ہر اس تحریک میں حصہ لیتا ہے جس کے نتیجے میں بے چینی پھیلے - BLOOD SHED ہو۔ خون ہو، قتل و غارت ہو، گالیاں دی جائیں۔ اس سے سوا اس کو کوئی اہلیت نہیں رہی۔ اس کا جو ردّ عمل یہاں پیدا ہو چکا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ ابھی ہوگا، وہ RACIALISM کو تقویت ملی ہے اور آپ دیکھیں گے کہ مسلمانوں کے خلاف دیر تک اب یہ لوگ اس ناکام کوشش کے نتیجے میں جو انہوں نے کی ہے سازشیں کرتے رہیں گے، نئی قسم کی مصیبتیں کھڑی کرتے رہیں گے اور جو کچھ بھی سوسائٹی میں مسلمان نے ایک مقام حاصل کیا تھا، اس مقام سے گر کر اب کہیں پہنچ گیا ہے اور بے مقصد۔ اگر کسی تحریک کے نتیجے میں مقام چھوڑ کر قعرِ مذلّت میں بھی جانا پڑتا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کی عزت کو بحال کیا جاتا اور آپ کی حفاظت کی جاتی تو میں اس کے حق میں تھا اور میں آج بھی اس کے حق میں ہوں۔ ہمیشہ اس کے حق میں رہوں گا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کی عزت کی حفاظت کی بجائے آپ کو دنیا میں اور زیادہ اور وسیع طریق پر گندی صورت میں پیش کرنے کے لیئے ایک ذریعہ آپ بن جائیں اور خود قومی خودکشی بھی کریں۔ یہ کس اسلام کے نتیجے میں ہوا۔ یہ کس حکمت اور کس عقل کے مطابق ہو رہا ہے اور اُدھر حالت یہ ہے کہ چونکہ انہوں نے شرارت کر کے خاص طور پر ایران پر حملہ کیا تھا اور توقع بھی رکھتے تھے، جس نے بھی یہ شرارت کی ہے، کہ ایران اس پر جوابی کارروائی کرے گا۔ اب جو عرب کا دل ہے یعنی مکّہ اور مدینہ اور حجاز کی سرزمین، وہاں سے کوئی جوابی کارروائی کا اعلان نہیں ہو رہا۔ ایران بول رہا ہے۔ اس لیئے مصر سے فتویٰ ہو گیا ہے کہ نہیں BLASPHAMY کے اوپر کسی کو قتل کرنے کا فتویٰ دینے کی اجازت نہیں۔ کیسے تضادات پیدا ہو گئے ہیں۔ ایک طرف یہ قانون کہ اگر کوئی آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم و علی آلہ وسلم کی عزت پر کوئی اشارۃً بھی ایسی بات کہے جو گستاخی سمجھی جائے، اس کا قتل فرض ہے اور کہاں خمینی کی دشمنی میں اب یہ فتویٰ کہ اتنی غلیظ کتاب جو سراسر خباثتوں پر مشتمل ہے، اس کے مصنف کے اوپر بھی اسلامی تعلیم کی رُو سے موت کا فتویٰ جاری نہیں کیا جا سکتا۔ تو نہ اِس غیر دنیا میں مذہب رہا، نہ اپنی دنیا میں مذہب رہا۔ وہاں بھی ایک جھوٹی سیاست اور ملمع کاری ہے۔ یہاں بھی ایک جھوٹی سیاست اور ملمع کاری ہے۔

وہ دیکھئے! پاکستان کے ایک مشہور عالم کہلانے والے مولوی محمد طفیل صاحب! جنہوں نے افغان صورتحال سے خوب فائدہ اٹھایا ضیاء کے زمانے میں۔ ادھر اس سلمان رشدی نے معافی کا اعلان کیا کہ مجھے معاف کر دیا جائے اور اُدھر انہوں نے اعلان کر دیا کہ ہم تمہیں معاف کرتے ہیں۔ یعنی ایک احمدی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے عشق میں ـــ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ـــ کا نعرہ بلند کرتا ہے تو اس کو تم واجب القتل قرار دیتے ہو اور کسی قیمت پر معاف کرنے کے لئے تیار نہیں اور بے حیائی کی حد یہ ہے کہ ایک نہایت ہی خبیث مصنف، جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اور دیگر بزرگ انبیاء اور صحابہ کے اوپر نہایت گندے اور ناپاک حملے کئے ہیں جس سے ایک غیرتمند مسلمان کا خون کھولنے لگتا ہے۔ اس کو تم اس لئے معاف کر دیتے ہو کہ کہتا ہے میں معافی مانگتا ہوں اور ساتھ یہ بھی اعلان کرتا ہے اپنی ریڈیو، ٹیلی ویژن کے اوپر کہ کاش میں نے اس سے زیادہ گندی کتاب، اس سے زیادہ سخت کتاب لکھی ہوتی اور ایک لفظ بھی اپنی کتاب کے مضمون کے خلاف نہیں لکھتا اور آپ کہتے ہیں۔ جی اس نے کہہ دیا ہے، یہ صاحب دل دکھانے پر جو معافی مانگ رہے ہیں، اس لئے ہم معاف کر دیتے ہیں۔ کمال ہے معافی کا تصور بھی اور انتقام کا تصور بھی۔ جو عشاقِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم، وہ تو گردن زدنی ہیں تمہارے نزدیک اور جو خبیث، گندے اور ناپاک حملے کرنے والے ہیں اور حدوں سے تجاوز کرنے والے ہیں، ان کے منہ کی جھوٹی معافی پر تم ان کو معاف کرنے کے لئے تیار

ہو گویا تم خدا بنے بیٹھے ہو۔ تمہارے ہاتھ میں اسکی معافی اور اسکی سزا کا معاملہ ہے۔ ہرگز تمہارے ہاتھ میں نہیں۔

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کی جو غیرت ہمارے خدا کے دل میں ہے۔ خدا رکھتا ہے محمد مصطفیٰ کی غیرت ۔ وہ کبھی ایسے خبیث کو معاف نہیں کرے گا جس نے اس بے باکی اور بے حیائی کے ساتھ دنیا کے سب سے مقدس انسان پر سب سے غلیظ حملے کیئے ہیں۔ تم ہوتے کون ہو معاف کرنے والے۔ قتل کا حکم نہیں دنیا اسلام۔ یہ اسلام و احمدیت کی تعلیم ہے۔ اس تعلیم کے خلاف تم احمدیت کے خلاف ہمیشہ سازشیں کرتے رہے ہو اور تحریکات چلاتے رہے ہو لیکن آج جب خمینی نے یہ قتل کا فتویٰ دیا تو تم اس قتل کے فتوے کے بھی خلاف ہو گئے۔ یہ تمہارا تقوٰی، یہ تمہارا مذہب، یہ تمہاری سیاست ہے۔ اس کو تم اسلام کہتے ہو۔ وہی اسلام پہنچے گا دنیا میں جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کا اسلام ہے۔ جس کے ساتھ احمدیت دل و جان سے وابستہ ہے اور ہمیشہ وابستہ رہے گی اور اس اسلام سے ہٹنے کے نتیجے میں تم نے خود دشمن کے ہاتھ میں وہ ہتھیار پکڑا دیئے جن کو پکڑ کر وہ اب غلیظ حملے کر رہا ہے اور تمہارے پاس حقیقت میں ان کے جواب کی کوئی کارروائی نہیں رہی، کوئی موقعہ نہیں رہا، کوئی ہتھیار نہیں رہا۔ پس میں احمدیوں کو اب یہ تلقین کرتا ہوں کہ صورتحال کے تجزیہ کے نتیجے میں وہ ایسی مؤثر اور دیرپا کارروائی کریں جو آئندہ نسلوں تک پھیل جائے۔ اگلی صدی اور اس سے اگلی صدی اور اس سے اگلی صدی۔ آج ایک صدی کا معاملہ نہیں ہے۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کا سارا زمانہ غلام ہے۔ اپنے پہلے زمانے کے بھی وہ بادشاہ تھے اور آئندہ زمانوں کے بھی وہی بادشاہ ہیں۔ اس لیئے جماعت احمدیہ ہمیشہ کے لیئے ایسی کوششوں میں وقف ہو جائے جس کے نتیجے میں دشمن کے ہر ناپاک حملے کو ناکام بنایا جائے۔

پس میں جماعت کی اُن نسلوں کو خصوصیت سے مخاطب ہوں جو ان ملکوں میں پیدا ہوئے ہیں جہاں اسلام پر حملے ہوتے ہیں کہ اگرچہ ہم ان حملوں کے لیئے دفاع کا مضمون سمجھتے ہیں لیکن یہاں کی زبان کے اطوار ہمیں نہیں آتے۔ وہ لوگ جنہوں نے ھندوستان میں یا پاکستان میں یا دیگر ممالک

میں انگریزی تعلیم حاصل کی ہے، شاذ انہیں سے ایسے ہیں جن کا بچپن کا ماحول وہی تھا جو اہلِ زبان انگریزی دانوں کا ماحول ہوا کرتا ہے یا ایسے انگریزی سکولوں میں یا CONVENT سکولوں میں پڑھے کہ جس کے نتیجے میں دین کا بے شک کچھ نہ رہا ہو لیکن انگریزی زبان پر دسترس ہوگئی اور اس محاورے کے واقف ہوگئے جو اِن کو پسند آتا ہے۔ اِس لئے اپنی نئی نسلوں کو مقامی زبانوں میں ماہر بنائیں اور نئی نوجوان نسلوں میں سے کثرت کیساتھ اخبار نویس پیدا کریں کیونکہ صرف زبان کا محاورہ کافی نہیں، اخبار نویسی کی زبان کا محاورہ ضروری ہے اور اِس نیّت سے کریں کہ ساتھ ساتھ یہ اسلام کا گہرا مطالعہ بھی کریں گے تاکہ اِن کی زبان دانی اسلام کے حق میں اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے دفاع میں استعمال ہو۔ اس لئے امریکہ ہو یا افریقہ ہو یا چین ہو یا جاپان ہو یا یورپ کے متفرق ممالک ہوں یا ایشیا کے دیگر ممالک جہاں جہاں بھی احمدی خدا کے فضل کیساتھ موجود ہیں اور مقامی طور پر ایسی پرورش انہوں نے پائی ہے اور ایسی تعلیم حاصل کی ہے کہ اس ملک کے اہلِ زبان شمار کیئے جا سکتے ہیں۔ ان کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے دفاع کے لئے اب وقف ہوجانا چاہیئے اور اس نیّت سے ادب پر اور کلام پر دسترس حاصل کرنی چاہیئے اور قادر الکلام بننا چاہیئے۔ خود انہی کے ہتھیاروں سے، انہی کے انداز سے ہم ان کے متعلق جوابی کاروائی کریں گے اور اسلام کا دفاع کریں گے اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے تقدس کی حفاظت کریں گے اور یہ جنگ آج کی چند دنوں کی جنگ نہیں ہے۔ یہ لوگ اِس حملے کو بھول جائیں گے اور یہ تاریخ کی باتیں بن جائیں گی اور پھر ایک بدبخت اُٹھے گا اور پھر حملہ کرے گا اور پھر ایک بدبخت اُٹھیگا اور پھر حملہ کرے گا۔ اِس لئے احمدیت کو چاہیئے کہ وہ ہمیشہ کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے سامنے سینہ تان کر کھڑی ہوجائے جس طرح حضرت طلحہؓ نے کیا تھا کہ وہ تیر جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم پر برسائے جا رہے تھے اپنے ہاتھ پر لیئے اور ہمیشہ کے لئے وہ ہاتھ بیکار ہوگیا اِسی طرح اپنا سینہ تان کر سامنے کھڑا ہوجائے۔ تمام تیر جو ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم پر چلائے جا رہے ہیں، اپنے سینوں پر لے۔ یہ اسلام ہے۔ یہ اسلام کی محبت ہے۔ اِس طرح اِسلام کا دفاع ہونا چاہیئے اور وہ سارے مضامین جو اِس کتاب میں کہانی کے رنگ

میں چھیڑے گئے ہیں، ان کا محققین اور اہلِ علم مطالعہ کریں اور ان کے دفاع پر کثرت کے ساتھ مضامین شائع کروائیں اور ایک ایک چیز کو لیکر اب جبکہ یہ دلچسپی قائم ہے، اِس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام کا پورا طرح دفاع کریں اور یہ فوری کاروائی کا حصّہ ہے اور اس کیلئے ہم مزید انتظار نہیں کر سکتے ۔

خوش قسمتی سے میری کتاب "مذہب کے نام پر خون" کا ایک انگلستان کی کمپنی انگریزی ترجمہ شائع کر رہی ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا تصرّف ہے کہ جب اِس کا انگریزی ترجمہ ان کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ 1953ء کے حوالے سے بہت سی باتیں اِس میں کہی گئی ہیں لیکن ISLAMIC FUNDAMENTALISM پر کچھ نہیں کہا گیا اور ISLAMIC TERRORISM پر کچھ نہیں کہا گیا اور مرتد کی سزا قتل کے موضوع کے اوپر جسطرح بھرپور عالمانہ دفاع ہونا چاہیئے تھا اس کی بجائے چند ایک باتوں پر اکتفا کی گئی ہے جبکہ حملے کئی متفرق سمتوں سے ہو رہے ہیں تو ان کا میں ممنون ہوں کہ ان کے اس توجہ دلانے پر میں نے دو نئے باب انگریزی میں اضافہ کیئے، جو اردو میں نہیں ہیں اور اس میں منصور شاہ صاحب نے میری مدد کی وہ DICTATION بھی لیتے رہے اور مشورے بھی دیتے رہے، کافی انہوں نے محنت کی ۔ بہرحال یہ کتاب اب چھپنے کے لئے تیار ہے اور اس کمپنی کا مجھے پیغام ملا کہ عجیب اتفاق ہے اُدھر یہ مسئلہ اٹھا ہے اُدھر یہ کتاب ہماری تیار ہے چنانچہ ہم نے سب دنیا میں یہ اشتہار دے دیا ہے کہ اصل اسلامی تعلیم کیا ہے، اس کے متعلق ایک کتاب آنے والی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ عاجزانہ خدمت کی توفیق بخشی اور جو انگریزی ترجمہ ہے اس میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ سیّد برکات احمد صاحب مرحوم نے اپنی آخری کینسر کی بیماری میں بڑے اخلاص کیساتھ یہ ترجمہ کیا تھا۔ ان کے لئے بھی دعا کریں وہ ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ میری خواہش ہے کہ میری زندگی میں یہ چھپ جائے۔ ان کے مشوروں پر بعض حصّے جو اردو دان طبقے کے لئے موزوں تھے لیکن مغربی دنیا کے لئے بے تعلق سے تھے، وہ چند، تھوڑے سے حصّے حذف کر دیئے گئے تھے اور ان کے مشورے پر بعض باتوں کا اضافہ کر دیا گیا تھا۔ اِس لئے کوئی یہ نہ سمجھے کہ گویا مترجم نے دخل اندازی کرکے غلط رنگ میں اس تصنیف کو پیش کیا ہے۔ جو کچھ بھی ہے وہ مجھ سے اجازت لیکر اور مجھے مشورہ دیکر بعض تبدیلیاں انہوں نے کروائی ہیں اور اس سے نفسِ مضمون پر کوئی اثر

نہیں پڑتا بلکہ مغربی دنیا کے لحاظ سے اس بات کو تقویت ملتی ہے جو ہم دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ اس لئے امید ہے یہ انشاءاللہ تعالیٰ نیک نتیجہ پیدا کرے گی لیکن یہ کافی نہیں ہے۔ اس کتاب کے متعلق چونکہ ایسی غلیظ ہے، میں اس کو تفصیل سے یہاں بیان نہیں کر سکتا لیکن میں ایک بورڈ مقرر کروں گا جو تجزیہ کرکے ان تمام جڑوں تک پہنچے جہاں سے یہ غلط الزامات چلتے ہیں اور پھر بعض احمدی محققین کے سپرد یہ کام کیا جائیگا کہ وہ اس کے جواب لکھیں اور مختلف زبانوں میں ترجمے کرکے ساری دنیا میں پیش کئے جائیں، آجکل چونکہ شیطانی کتاب میں دلچسپی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس کے بہانے جواب میں بھی دلچسپی پیدا ہو جائے جو ویسے عام حالات میں نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہر میدانِ جنگ میں جہاں اسلام کا دفاع ضروری ہے، ہر اس سرحد پر جہاں اسلام پر حملے ہو رہے ہیں، ہمیشہ احمدی صفِ اول پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور اسلام کے دفاع میں سینہ تانے کھڑے رہیں اور کسی شیطان کو یہ طاقت نہ ہو کہ کسی نام پر بھی وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور اس پاک مذہب پر حملے کر سکے۔

ـــــــ ۰ ـــــــ

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور نے فرمایا کہ:-

ایک بات جو میں نے جماعت کو سمجھانی تھی، اس وقت ذہن سے اتر گئی۔ میں اب اسے دو خطبوں کے درمیان بیان کرتا ہوں۔

ایک تو یہ کہ جن ملکوں نے یا جن کمپنیوں نے اس کتاب کو شائع کرنے کی اجازت نہیں دی یا شائع کرنے لگے تھے اور یہ ارادہ واپس لے لیا، ان کو جماعت کی طرف سے حوصلہ افزائی اور شکریوں کے خط ملنے چاہئیں اور یہ اس لئے ضروری ہے کہ بہت بڑا احسان ہے یعنی ہمارے دل پر احسان ہے جو اس کتاب سے اس قدر دکھ اٹھاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی تائید میں کوئی آواز بھی کسی کی طرف سے بلند ہو، اسکا شکریہ فرض ہے اور سب شکریوں سے بالا یہ شکریہ ہے تو ان لوگوں سے مختلف رنگ میں رابطہ ہونا چاہئے مگر ایسے حکمت کیساتھ کہ اس کا کوئی غلط تاثر قائم نہ ہو۔ پس انفرادی طور پر بعض لوگ خود ہی لکھتے ہیں وہ تو الگ بات ہے لیکن

جماعتیں جب اس مسئلے پر غور کریں تو حکمت کیساتھ منصوبہ بنا کر اور مرکز کے مشورے کیساتھ کاروائی کریں۔

اب تک مثلاً امریکہ میں WALDEN Books کے تین سو سٹورز سے یہ کتاب ھٹائی گئی ہے اگر ھم اس وقت ان کیساتھ شکریے کا تعلق قائم کریں تو ہو سکتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ آئندہ کے لئے بھی وہ ارادہ ھی بدل دیں لیکن اگر یہ نہ ہوا تو مجھے ڈر ہے کہ دوبارہ پھر یہ داخل کرلیں گے جب سمجھیں گے کہ معاملہ ٹھنڈا ہو گیا ہے تو اس وقت ان لوگوں کیساتھ رابطہ کرنا، ان کا شکریہ ادا کرنا، ان کو سمجھانا کہ تم اس گند میں نہ پڑو، اخلاقی قدروں کی خاطر احتجاجاً اس کتاب سے اپنا تعلق توڑ لو۔ یہ مفید نتیجہ پیدا کر سکتا ہے، ساتھ دعا بھی کرنی چاہیئے۔ فرانس اور جرمنی کے پبلشرز نے، جنہوں نے کتاب کا ترجمہ شائع کرنا تھا، اپنا فیصلہ بدل لیا ہے۔ فرانس کی اور جرمنی کی جماعتوں کا کام ہے کہ وہ مرکز کو بھی مطلع کرے اور خود مؤثر رابطہ کریں اور کبھی کبھی کہیں سے بیرونی دنیا سے بھی ان کمپنیوں کو اور ان حکومتوں کو شکریے کے خط جانے چاھئیں۔ ھندوستان خاص طور پر شکریے کا محتاج ہے کہ جس نے باوجود اس کے کہ بھاری ھندو اکثریت ہے، اصولاً خود ھی اس کتاب کو ردّ کر دیا ہے اور باوجود اس کے کہ ھندوستان پر بہت دباؤ ڈالا گیا ہے لیکن اس نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔ ساؤتھ افریقہ باوجود اس کے کہ نسلی دشمنیاں ہیں لیکن اس معاملے میں شرافت دکھا گیا ہے باقی مسلمان ممالک میں سے چند نے کیا ہے اور عجیب ہے کہ باقی سب نے اس کو ابھی تک ردّ نہیں کیا اور کوئی قانونی روک نہیں کھڑی کی۔

جاپان نے چونکہ وہ سمجھدار قوم ہے غالباً تجارتی اغراض کی خاطر مسلمان ممالک کو خوش کرنے کے لئے اس کتاب کے چھپنے کی اجازت نہیں دی لیکن ویسے بھی ہو سکتا ہے کہ تہذیبی لحاظ سے بھی انہوں نے بُرا سمجھا ہو لیکن کہا بہر حال یہی ہے کہ نہایت بد تہذیب کتاب ہے، اس قسم کی کتاب ھم شائع نہیں کریں گے انگلستان کی WH SMITH نے جس نے کثرت کیساتھ یہاں شروع کی تھی وقتی طور پر اس کتاب کو واپس لے لیا ہے سب سے زیادہ جو قابل شکریہ ہیں وہ کارڈینل ہیں لیئون (LIONS) کے۔ فرنچ کارڈینل۔ جنہوں نے اس کتاب کے خلاف نہایت بھرپور تبصرہ کیا ہے اور اس تبصرے کو پڑھ کر دل خوش ہو جاتا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ نہایت غلیظ، لغو، لچر، ایسی فحش کتاب ہے کہ دنیا کے کسی شریف آدمی کو اس کو نہیں پڑھنا چاہیئے اور اس کو ساری دنیا کو ردّ کرنا چاہیئے۔ اور اس نے شکوہ کیا ہے عیسائیوں سے کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ جب حضرت عیسیٰ کے خلاف ایک فلم بنائی گئی تھی تو تم جانتے ہو کہ مسلمان تمہارے

شانہ لبشانہ اُس کے خلاف احتجاج کر رہے تھے اور آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم پر اور دیگر بزرگوں پر حملے ہو رہے ہیں اور تم تماشے دیکھ رہے ہو اور مزے اٹھا رہے ہو۔ پس وہ کارڈینل ایسے ہے جسے خاص طور پر جماعت کی طرف سے شکریے اور تہنیت کا پیغام ملنا چاہیئے اور ان سب لوگوں کے لئے سب سے اچھا شکریے کا طریق یہ ہے کہ ان کے لئے دعا کیجائے۔ یہ شکر یہ ان تک نہیں پہنچے گا لیکن خدا تک پہنچے گا اور اللہ ھم سے اِس شکریہ کے نتیجے میں راضی ہوگا اور ان سے بھی راضی ہوگا۔ پس یہ ایک حصّہ ہے اور اسمیں مزید معلومات بعد میں حاصل کی جاسکتی ہیں اور اس اصولی راہنمائی کے تابع جماعت کو چاہیئے کہ وہ جائز اسلامی ردّعمل دکھائے اور بڑی شان کیساتھ، بڑی غیرت کیساتھ دکھائے۔

"سچی ہمدردی اسلام کی اور سچی محبت رسول کریم کی اسی میں ہے کہ ہم ان افتراؤں سے اپنے مولیٰ وسیّد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا دامن پاک ثابت کر کے دکھلائیں"

"اے بزرگو! یہ وہ زمانہ ہے جسمیں وہی دین اور دینوں پر غالب ہوگا جو اپنی ذاتی قوت سے اپنی عظمت دکھا دے۔ پس جیسا کہ ہمارے مخالفوں نے ہزاروں اعتراض کر کے یہ ارادہ کیا ہے کہ اسلام کے نورانی اور خوبصورت چہرہ کو بدشکل اور مکروہ ظاہر کریں ایسا ہی ہماری تمام کوشش اسی کام کے لئے ہونی چاہیئں کہ اس پاک دین کی کمال درجہ کی خوبصورتی اور بے عیب ہونا بپایہ ثبوت پہنچا دیں۔ یقیناً سمجھو کہ گمراہوں کی حقیقی اور واقعی خیر خواہی اسی میں ہے کہ ہم جھوٹے اور ذلیل اعتراضات کی غلطیوں پر انکو مطلع کریں۔ اور انکو دکھلا دیں کہ اسلام کا چہرہ کیسا نورانی کیسا مبارک اور کیسا ہر ایک داغ سے پاک ہے۔ ہمارا کام جو ہمیں ضرور ہی کرنا چاہیئے وہ یہی ہے کہ یہ دجل اور افتراء جس کے ذریعے سے قوموں کو اسلام کی نسبت بدظن کیا گیا ہے اس کو جڑ سے اکھاڑ دیں۔ یہ کام سب کاموں پر مقدم ہے جس میں اگر ہم غفلت کریں تو خدا اور رسول کے گنہگار ہونگے۔ سچی ہمدردی اسلام کی اور سچی محبت رسول کریم کی اسی میں ہے کہ ہم ان افتراؤں سے اپنے مولیٰ وسیّد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا دامن پاک ثابت کر کے دکھلا دیں"

(روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۳۸۲)

مولانا محمود احمد میرپوری کی ہلاکت ـــ تائیدِ حق کا ایک اور روشن نشان

برطانیہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے معاند شدید اہلحدیث لیڈر مولانا محمود احمد میرپوری خدا تعالیٰ کی قہری تجلّی کا نشانہ بن گئے۔ مولانا محمود احمد میرپوری کے مرنے پر اخبار "حیدر" راولپنڈی اپنی 27/10/88 کی اشاعت میں لکھتا ہے

"ریاست جموں و کشمیر کے مایہ ناز سپوت، عظیم مذہبی سکالر، مدینہ یونیورسٹی کے فارغ التحصیل عالم دین، اسلامک شریعت کونسل برطانیہ کے سیکرٹری جنرل، مرکزی جمعیت اہلحدیث برطانیہ کے ناظم اعلیٰ، ماہنامہ صراطِ مستقیم برطانیہ کے ایڈیٹر اور تحریکِ آزادی کے صفِ اوّل کے راہنما تھے۔"

مولوی میرپوری تحریر اور تقریر دونوں کے ذریعہ جماعت احمدیہ کی مخالفت پر کمربستہ تھے اور اپنے رسالہ صراط مستقیم اور دیگر اخبارات میں اکثر سلسلہ احمدیہ کے خلاف زہر اگلتے رہتے تھے۔ چنانچہ 7 مارچ 1985ء کو جماعت کے خلاف ان کا ایک طویل خط روزنامہ جنگ لندن میں شائع ہوا۔ جس میں انہوں نے عوام الناس کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنی وفات سے ایک سال قبل ایک اشتہار شائع کیا جس میں انہوں نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو مباہلہ کا چیلنج دیتے ہوئے لکھا کہ

"اگر میں ایسا ہی کذّاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے پرچہ اہلحدیث میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔"

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے مباہلہ کا چیلنج 1897ء میں دیا تھا مگر مولوی ثناء اللہ امرتسری دس سال تک اس کے جواب میں خاموش رہے۔ لیکن مولانا میرپوری اس تحریر سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ گویا حضرت مرزا صاحب کی وفات مباہلہ کے اس چیلنج کی وجہ سے ہوئی تھی۔ اسی طرح مولوی صاحب نے ان تمام تحریرات کو جو مولوی ثناء اللہ امرتسری نے حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کے مباہلے کے چیلنج کے جواب میں لکھیں اور جن سے واضح طور پر ان کا مباہلہ سے فرار اور خوف ثابت ہوتا ہے پردۂ اخفاء میں رکھ کر عوام الناس کو صریح دھوکے میں مبتلا کیا اور جانتے بوجھتے ہوئے یہ مؤقف پیش کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (نعوذ باللہ) مولوی ثناء اللہ امرتسری کیساتھ مباہلہ کے نتیجہ میں فوت ہوئے تھے اور ترنگ میں آکر اسی اخبار کے ذریعہ مولانا میرپوری نے حضرت امام جماعت احمدیہ کو درج ذیل الفاظ میں مباہلہ کا چیلنج بھی دے دیا۔

"میں مرزا طاہر احمد کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ ہمارے ساتھ اس بات پر مباہلہ کریں کہ مرزا غلام احمد سچا نبی تھا یا جھوٹا۔ ہمارا دعویٰ اور ایمان ہے کہ سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں ...... ان کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئیگا اور جو بھی نبوۃ کا دعویٰ کریگا وہ جھوٹا اور کذاب ہوگا۔ وہ حضرات جو بیچارے کسی لالچ و طمع کی بنا پر قادیانیت قبول کر لیتے ہیں انہیں قربانی کا بکرا بنانے کی بجائے مرزا صاحب سامنے آجائیں تاکہ ایک ہی بار فیصلہ ہوجائے۔ (روزنامہ جنگ لندن 7.3.85)

مگر ۱۰ جون 1988ء کو جب حضرت امام جماعت احمدیہ نے تمام مکفرین اور مکذبین کو مباہلہ کا چیلنج دیا تو اتمامِ حجت کی غرض سے اسکی ایک کاپی بذریعہ ریکارڈیڈ ڈیلیوری 15 جولائی 1988ء کو مولوی مسعود احمد میرپوری کو بھی بھجوادی گئی۔ لیکن اپنے اسلاف کی طرح انہوں نے اسے قبول کرنے سے گریز کیا اور حجت بازی سے کام لیتے ہوئے اپنے رسالہ صراطِ مستقیم میں لکھا:

"جہاں تک مباہلے کا تعلق ہے وہ تو نبوت کا دعویٰ کرنیوالا ہی دعوت دے سکتا ہے اور وہ بھی اسوقت جب اللہ کی طرف سے اُسے اس امر کا حکم ہو۔"

مزید لکھا کہ

"اسلیئے اب مرزا طاہر احمد کو مرزا صاحب کی نمائندگی کرنے یا فریق بننے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا وہ اپنے اعلان یا دعا کے انجام سے دوچار ہو چکا ہے" (صراط مستقیم جولائی 1988ء)

یہ تو اب مولانا میرپوری کا کوئی معتقد ہی بتا سکتا ہے کہ 1985ء میں جب انہوں نے امام جماعت احمدیہ کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا تو کیا نبوت کے مقام پر فائز تھے اور انہوں نے خدائی حکم سے ایسا کیا تھا یا جھوٹ بولا تھا۔

صرف اسی پر بس نہیں مولانا میرپوری نے مباہلہ ۱۰ جون 1988ء کے جواب میں ایک مضمون بعنوان "قادیانیوں کی طرف سے مباہلے کا چیلنج" لکھا اور اس میں بعض ایسے الفاظ بھی تحریر کر ڈالے جو خدا تعالیٰ کے غیض و غضب کو بھڑکانے والے اور مباہلہ جیسے قرآنی طریق فیصلہ کی کھلی بے ادبی کرنیوالے الفاظ تھے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا

"نئے چیلنج اور دعوے محض چکر اور فراڈ ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ انہیں ذرہ برابر اہمیت نہ دیں" (صراط مستقیم جولائی صـ 9)

ابھی مولانا کے اس مضمون پر ایک ماہ بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے صداقت احمدیت کے اظہار کے لئے ایک زوردار نشان دکھایا اور دشمن احمدیت جنرل ضیاء الحق ایک عبرتناک موت کا شکار ہو گئے۔ مگر افسوس کہ مولانا محمود میرپوری نے اس سے سبق نہ لیا بلکہ الٹی یہ بیان بازی شروع کر دی کہ

"قادیانیوں نے شاہ فیصل اور بھٹو کی موت کو بھی اپنی بددعاؤں کا نتیجہ قرار دیا تھا۔ جنرل ضیاء کی موت کو مباہلے کے چیلنج کا نتیجہ قرار دینا مضحکہ خیز ہے۔۔۔۔ حالانکہ فیصلے کا معیار یہ حادثاتی موتیں نہیں بلکہ اس مسئلہ کا فیصلہ تو 1908ء میں ہو چکا ہے۔۔۔ (روزنامہ ملت لندن 7.9.88)۔" [1]

ان تحریرات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا شوخی، شرارت اور بے باکی میں شرافت کی تمام حدیں پھلانگ چکے تھے۔ بالآخر وہ خدائی گرفت میں آ گئے جو ایسے لوگوں کا مقدر ہوا کرتا ہے جو حق کے خلاف نبرد آزما ہوتے ہیں۔

۱۵ اکتوبر 1988ء کو جب مولانا میرپوری بمعہ افراد خاندان نیو کاسل سے واپس آ رہے تھے تو راستہ میں اچانک انکی کار جامد ہو گئی۔ اسطرح پیچھے سے آنیوالا تیز رفتار ٹرک ان کی کار کے اوپر چڑھ گیا اور آناً فاناً پانچ کاریں آپس میں متصادم ہو گئیں۔ جس کے نتیجہ میں مولوی محمود میرپوری، انکا آٹھ سالہ بیٹا اور خوشدامن موقع پر ہی ہلاک ہو گئے اور انکی اہلیہ اور ایک چھوٹے بچے کو زخمی حالت میں ہسپتال جانا پڑا۔

یقیناً مولوی میرپوری کے ہم خیال اس واقعہ کو بھی فقط "حادثاتی موت" قرار دیں گے مگر خدا تعالیٰ کی قہری تجلّی کی پہلی چمکار کے بعد ایک اور واضح نشان رونما ہوا کہ جب مولانا کی تعزیت پر ان کے ہمنوا اور اقارب اس مکان پر جمع ہوئے جہاں ان کی میّت رکھی تھی تو یکایک کمرے کے فرش نے جواب دے دیا اور وہاں موجود مرد و زن اور بچے دھڑام سے نیچے تہ خانہ میں جا گرے۔ اس حادثہ میں مولانا کی بیوی دوبارہ زخمی ہو گئیں جو ہسپتال سے محض جنازے کی خاطر گھر آئیں تھیں دوبارہ پھر ہسپتال جا پڑیں۔

برمنگھم کا انگریزی اخبار Daily News اپنی 13 اکتوبر کی اشاعت میں لکھتا ہے:

"The grieving widow was caught in a second tragedy yesterday. Mrs Mahfooza Ahmed 30 was

---

[1] اسی اخبار کے ذریعہ سے انہوں نے "قادیانیوں کی موجودہ مہم کو شرانگیز قرار دیتے ہوئے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ انکے اس پراپیگنڈے سے متاثر نہ ہوں اور ان کا بائیکاٹ جاری رکھیں۔"

among 100 mourners packed into a room to pay their last respects to her husband when the floor crashed into the cellar."

موت وحیات تو اس دنیا کا روز کا معمول ہے۔ جماعت احمدیہ کسی کی موت پر خوش نہیں نہ ہی الٰہی سلسلوں کا یہ مقصود ہوتا ہے اور نہ ہی ہم مولانا محمود میرپوری کی ہلاکت پر خوش ہیں بلکہ انسانی ہمدردی کے ناطے دکھ محسوس کرتے ہیں۔ ہمیں اگر خوشی ہے تو محض اتنی کہ خدا تعالیٰ سادہ لوح مسلمانوں سے رحم کا سلوک فرماتے ہوئے ان کے لیے صداقت احمدیت دن بدن روشن فرماتا جاتا ہے اور ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اب ایک متقی مسلمان کیلئے حق شناسی کا مرحلہ بہت ہی آسان ہو چکا ہے۔

ہماری استدعا ہے کہ ہمارے بھائی خواب غفلت سے بیدار ہوں، جماعت احمدیہ کی تائید و نصرت میں جاری اس فیصلہ کن نشانات کے سلسلہ پر غور کریں اور صداقت احمدیت پر زمینی اور آسمانی گواہیاں قبول کریں نیز جلد تر اس راہ کو اپنا لیں جو حق اور محض حق کی راہ ہے ایسی راہ کہ جس میں روک بننے والا ہر شخص بڑا ہو یا چھوٹا خدا تعالیٰ کی گرفت اور پکڑ سے نہیں بچ سکتا۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

خاکسار
رشید احمد چوہدری
پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ عالمگیر

روحانی خزائن کا کم از کم تین بار مطالعہ

سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے اسّی سے زائد معرکۃ الآراء کتب تصنیف فرمائیں جن کے بارے میں حضرت بانی سلسلہ نے خود فرمایا:-

"جو شخص ہماری کتب کو کم از کم تین بار نہیں پڑھتا اُس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔"

لہٰذا ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ اپنے گھر کے ماحول کو ان روحانی خزائن سے معمور رکھے۔ کتب حضرت اقدس کے مطالعہ کو اپنی روزمرہ زندگی کے معمولات کا ایک لازمی حصہ بنائے اور کوئی فرد خاندان روحانی خزائن اور روحانی مائدہ سے اپنے آپ کو محروم نہ کرے۔ نہ خود غافل ہو اور نہ دوسروں کو غافل رکھے۔ یہ بہت ہی ضروری امر ہے۔ خدا کرے کہ ہر احمدی گھرانے میں حضرت اقدس کی کتب زیادہ سے زیادہ پڑھی اور سمجھی جائیں اور پھر ہر نئی نسل ان روحانی خزائن کو اگلی نسل میں منتقل کرنے والی ہو۔ آمین ثم آمین۔

سیالکوٹ سے ایک اسیرِ راہِ مولا کی دلگداز داستان

سمبڑیال سیالکوٹ سے ہمارے بھائی مکرم صباح الدین صاحب رقمطراز ہیں :-

"مجھے مباہلہ کے پمفلٹ کی تقسیم کے سلسلہ میں گرفتار کیا گیا۔ اور ۲۸ جولائی ۱۹۸۸ء رات ۱۰ بجے حوالات سے نکال کر انسپکٹر کے سامنے پیش کیا گیا۔ پولیس انسپکٹر جس کا نام مختار بیگ ہے مجھے مخاطب کر کے بولا کہ پمفلٹ کے پہلے صفحہ پر جنرل ضیاء الحق اور شریعت کورٹ کے ججوں کے خلاف باتیں لکھی ہیں اور تم نے دیدہ دلیری سے اسے تقسیم کر کے تمام قصبہ کی پُرامن فضا کو خراب کر دیا ہے۔ پھر اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اسکی شلوار اتارو اور ساری رات اسکی مرمت کرو۔ چنانچہ کمرے میں موجود چھ سپاہی غلیظ گالیاں دیتے ہوئے مجھ پر ٹوٹ پڑے پہلے گھونسوں اور تھپڑوں اور پھر ٹانگوں سے (یعنی ٹھڈوں سے) زدوکوب کیا پھر زبردستی میری شلوار اتار دی گئی اور مجھے فرش پر اوندھے منہ لٹا کر چار سپاہیوں نے بازوؤں اور ٹانگوں سے پکڑ کر فرش سے چپکائے رکھا اور پانچواں میری کمر کے اوپر اسطرح بیٹھ گیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کی گرفت میں میری گردن تھی اور چھٹے نے چمڑے کے لتر (LEATHER STRAP) سے مجھے مارنا شروع کیا۔ انہوں نے مجھے اس طرح جکڑا ہوا تھا کہ میرا جسم مار کھاتے ہوئے بھی ایک ذرہ برابر حرکت زمین سے اوپر نہ کر سکتا تھا۔ میں نے ربنا افرغ علینا صبرًا وثبت اقدامنا کا ورد شروع کر دیا (مجھے مارنے والے ASI محمد اشرف اور سب انسپکٹر کا نام محمد اسماعیل تھا) جب میری برداشت کی طاقت جواب دے گئی تو میں نے اللہ اللہ پکارنا شروع کر دیا جس پر پولیس ملازمین اور بھی مشتعل ہو گئے اور مجھے جھنجھوڑ کر کہا کہ تم کافر ہو اللہ اللہ کیوں پکارتے ہو۔ کچھ وقفہ کے بعد انسپکٹر نے سب انسپکٹر کو کہا کہ اسے اپنے کمرے میں لے جاؤ مزید مرمت کرو۔ چنانچہ سب انسپکٹر مجھے اپنے کمرے میں لے گیا اور مجھے کان پکڑنے کو کہا اور ASI نے میری کمر اور پیٹھ پر دوبارہ لتر مارنے شروع کئے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ باہر چلا گیا اور اس دوران سب انسپکٹر مجھے باقاعدہ گندی گالیاں دیتا رہا اس کے بعد یہ سلسلہ شروع ہوا کہ جو کوئی کمرے میں آتا مجھے مارتا اور غلیظ گالیاں بکتا ہوا باہر چلا جاتا۔

رات بارہ بجے پولیس والوں نے مولویوں کو بلوا بھیجا تاکہ ان کو تسلی ہو کہ پولیس والوں نے تشدد کر کے اپنا فرض پورا کر دیا ہے۔

ساڑھے بارہ بجے رات مجھے حوالات میں دوبارہ بند کر دیا گیا، حوالات میں میرے علاوہ تین اور احمدی احباب تھے، ملک سجاد احمد صاحب اور سید نعیم الحسن صاحب مباہلہ کی تقسیم کے سلسلہ میں گرفتار کئے گئے تھے جبکہ محمود احمد صاحب زرگر کو دوکان پر "بسم اللہ الرحمن الرحیم" لکھنے کے جرم میں گرفتار کیا گیا تھا۔

گناہ ایک زہر ہے اسے مت کھاؤ

خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو

(حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

پاکستان میں احمدیوں پر ظلم و ستم جاری ہے :-

وفاقی شرعی عدالت نے مرزا طاہر احمد کو مباہلے کے پمفلٹ پر توہین عدالت کا نوٹس جاری کر دیا

عدالت کے فیصلے کے باوجود مرزا طاہر احمد نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا ہے اللہ درخواست میں دعویٰ

اسلام آباد (جنگ رپورٹ) وفاقی شرعی عدالت کے فل بنچ نے مباہلہ کے پمفلٹ کی اشاعت کے خلاف جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا طاہر احمد کو توہین عدالت کا نوٹس جاری کر دیا ہے فل بنچ مسٹر جسٹس گل محمد خان، مسٹر جسٹس ملک شہامت علی، مسٹر جسٹس مفتی رالدین، مسٹر جسٹس کمال مصطفیٰ بخاری اور مسٹر جسٹس عبادت یار خان شامل ہیں یہ نوٹس محمد اسماعیل قریشی اور ڈاکٹر محمد یوسف عرف میٹنی کی طرف سے دائر کردہ درخواست پر جاری کیا گیا ہے اس مقدمے میں مرزا طاہر احمد کے علاوہ لاہور آرٹ پریس ربوہ کے مالکان، پرنٹر پبلشر اور دیگر افراد کو بھی فریق بنایا گیا ہے عدالت نے دائر کرنے والوں سے پوچھا کہ ہماس کی سماعت وفاقی شرعی عدالت یا سپریم کورٹ میں چاہتے ہیں تو استدعا کی گئی کہ کوئی بھی عدالت اس کی سماعت کرے جس پر شرعی عدالت نے نوٹس جاری کئے رٹ میں کہا گیا ہے کہ عدالت مرزا طاہر احمد کو اپنے آپ کو مسلمان قرار دینے سے روک چکی ہے اور مباہلہ کے اس پمفلٹ میں مرزا طاہر احمد نے اپنے آپ کو مسلمان قرار دیا ہے اور یہ توہین عدالت ہے مرزا طاہر احمد کو مجیب الرحمن کیس میں اپنے آپ کو مسلمان نہ کہنے کا حکم دیا گیا تھا۔

کہنے پر ان کے خلاف دفعہ ۲۹۸ سی کے تحت مقدمہ درج کرایا۔ پولیس نے انہیں اس جرم میں گرفتار کر کے جیل بھجوا دیا ۱۷ جنوری ۱۹۸۹ء کو مجسٹریٹ نے درخواست ضمانت نامنظور کر دی۔

الفضل کے ایڈیٹر اور پبلشر پر ایک اور مقدمہ

روزنامہ الفضل کے ایڈیٹر محترم مولانا نسیم سیفی صاحب اور پبلشر محترم مسعود احمد خان صاحب دہلوی کے خلاف رسوائے زمانہ احمدیت مخالف آرڈی ننس کی دفعہ ۲۹۸۔سی کے تحت ایک اور مقدمہ درج کر لیا گیا۔ الفضل کی چار سالہ جبری بندش کے بعد دوبارہ جاری ہونے کے ایک ماہ کے اندر یہ دوسرا مقدمہ ہے جو الفضل پر بنایا گیا ہے مقدمہ مسلم کالونی ربوہ کے مولانا خدا بخش صاحب کی طرف سے درج کروایا گیا ہے۔ ایف آئی آر میں تحریر ہے:

بخدمت جناب ایس ایچ او صاحب تھانہ ربوہ

جناب عالی!

گزارش ہے کہ روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۸۸ء میں اسلامی اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں۔ مرزائیوں کو مومن اور مرزائیت کو ہدایت سچائی کا پیغام لکھا ہے، اور ایک مرتدہ کافرہ کے لیے دعا مغفرت اور مرحومہ کا لفظ لکھا گیا ہے۔ ان الفاظ سے قادیانوں نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اور جرم کا ارتکاب کیا۔ لہٰذا استدعا ہے کہ الفضل کے ایڈیٹر نسیم سیفی اور پبلشر مسعود احمد کے خلاف ۲۹۸۔سی کے تحت کارروائی کی جائے

مولانا خدا بخش مسلم کالونی ربوہ ضلع جھنگ ۲۹/۱۲/۸۸ - ۲ بجے دن"

السلام علیکم کہنے پر گرفتاری

مکرم محمد نواز صاحب ولد محمد حسین صاحب معلم وقف جدید چک ۵۶۵ گ ب ضلع فیصل آباد یکم جنوری ۱۹۸۹ء کو کسی کام کی غرض سے ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ گئے وہاں چوک پرانا ننکانہ صاحب بچیانہ روڈ پر ایک شخص رانا ظفر عباس نے السلام علیکم

شادی کارڈ کی تقسیم پر

دو احمدیوں کے خلاف مقدمہ

مکرم ارشد کمال ولد مکرم جلال دین صاحب سکنہ خوشاب شہر کی شادی ۱۸ دسمبر ۱۹۸۸ء کو ہونا تھی جس کے لیے انہوں نے شادی کارڈ تقسیم کیے۔ اس پر ایک مخالف احمدیت حافظ محمد امتیاز الحق ولد حافظ محمد حسن صاحب آف خوشاب نے ۲۷ دسمبر ۱۹۸۸ء کو تھانہ خوشاب میں درخواست دی کہ ارشد کمال اور ان کے والد جلال الدین نے شادی کارڈ جن پر قرآنی آیات تحریر ہیں مسلمانوں میں تقسیم کر کے اُن کے جذبات مجروح کیے ہیں۔ اس لیے ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

پولیس نے ہر دو احباب کے خلاف ۲۷ دسمبر ۱۹۸۸ء کو ۲۹۸۔سی کے تحت مقدمہ درج کر لیا ہے۔

مکرم ارشاد اللہ خاں آف کولوتارڑ ضلع گوجرانوالہ کو کلمہ طیبہ کا بیج لگانے کی وجہ سے مجسٹریٹ حافظ آباد نے 29 دسمبر 1988ء کو ایک سال قید اور ایک ہزار روپے جرمانہ کی سزا دی ہے ان کے خلاف 298/c کے تحت مقدمہ درج کیا گیا تھا۔

کلیدی اور حساس عہدوں پر تعینات قادیانیوں کو الگ کر دیا جائے گا

سندھ کے چیف سیکرٹری کو تبدیل کیا جائے گا • مذہبی امور کے مشیر مولانا سراج کا اعلان

اسلام آباد (سٹاف رپورٹر) کلیدی عہدوں پر فائز تمام قادیانیوں کو ان کے عہدوں سے الگ کر دیا جائے گا اس کا اعلان وزیر اعظم کے مشیر برائے مذہبی امور مولانا سراج احمد دینپوری نے کیا ہے انہوں نے کہا کہ سندھ کے چیف سیکرٹری سمیت تمام قادیانیوں کو اہم کلیدی عہدوں سے الگ کر دیا جائے گا انہوں نے کہا کہ آئندہ تمام اعلیٰ اور حساس عہدوں پر کسی ایسے شخص کو ہرگز تعینات نہیں کیا جائے گا جو عقیدہ ختم نبوت پر یقین نہ رکھتا ہو انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں وزیراعظم کو روزانہ ٹیلی گرام موصول ہو رہے ہیں اور جلد ہی اس پر عملدرآمد کیا جائے گا مولانا دینپوری نے کہا کہ دینی مدارس کو زکوٰۃ کے بجائے اب سرمایہ سے امداد دی جائے گی کیونکہ زکوٰۃ بینکوں میں سود کی کٹوتی پر وصول کی جا رہی ہے انہوں نے کہا کہ زکوٰۃ فنڈ میں وسیع پیمانے پر دھاندلیوں کا انکشاف ہوا ہے۔ بہاولپور میں سیلاب زدگان کے نام پر سیاسی رشوت کے طور پر زکوٰۃ سے ادائیگی کی گئی اور سیلاب زدگان اب بھی کھلے آسمان تلے بیٹھے ہیں انہوں نے کہا کہ عورت کی سربراہی کے بارے میں جمعیت العلمائے اسلام کے مولانا سمیع الحق نے لاڑ شریف کی ایما پر طرح طرح کی کانفرنس بلا رہے ہیں جن میں ایسے علما کو شامل کیا جاتا ہے جو زکوٰۃ اور پلاٹ لے کر رٹ دائر کر رہے ہیں ان کا اشارہ مولانا نعیمی کی طرف تھا جنہوں نے لاڑ شریف سے وسیع پیمانے پر سرکاری اراضی مفت حاصل کر کے بھٹو کو شہید لکھنے کے خلاف مقدمہ دائر کیا تھا۔

(روزنامہ ملت لندن ۴ فروری ۸۹ء)

قادیانیوں کو کوئی رعایت نہیں ملے گی وہ بہرصورت غیر مسلم رہیں گے: بینظیر

میں وزیراعظم کا یہ پیغام ہر جگہ پہنچاؤں گا، انہوں نے میرے کہنے پر دوپٹہ اوڑھا ہے: مولانا دینپوری

رحیم یار خان (نمائندہ جنگ) نمائندہ جسارت مذہبی امور کے وفاقی مشیر مولانا سراج احمد دینپوری نے کہا ہے کہ میں محترمہ بے نظیر بھٹو سے بیٹی اور باپ کی صورت میں تعاون کر رہا ہوں انہوں نے دعویٰ کیا کہ میری ہدایت پر بے نظیر نے سر پر دوپٹہ اوڑھنا شروع کیا ہے اور مجھے خوشی ہے کہ بے نظیر نے ایک سعادت مند بیٹی کی حیثیت سے میری نصیحت پر عمل کیا ہے مجھے یہ کہنے کا موقع ملا ہے۔ بار بار میں نے جو کہا اس پر بے نظیر نے عمل کیا بے نظیر نے پیش کیا۔ مولانا سراج احمد دینپوری رحیم یار خان میں علماء اور مشائخ جمعیت کی ایک مجلس سے خطاب کر رہے تھے مولانا سراج احمد دینپوری نے کہا کہ جب مجھے مشیر بنائے جانے کی دعوت ملی تو میں نے ملک و قوم کی خدمت کے جذبے کے تحت اسے قبول کیا۔ پیپلز پارٹی نے اپنے منشور سے مخدوم کی اصلاح میری تحریک پر حذف کر دی اور جب میں نے بے نظیر سے اسلامی نظام کے سلسلے میں بات کی تو انہوں نے کہا کہ مولانا میں مسلمان ہوں مسلمان والدین کی بیٹی ہوں اللہ اور رسول اسلام کے منافی کوئی اقدام نہیں کروں گی یہ الگ مسئلہ ہے کہ مجبوری ہوگی۔ اسلامی کانفرنس کا اہتمام ہوا قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا اور میں اپنے والد کے ان کارناموں کے برخلاف کیسے کوئی اقدام کر سکتی ہوں۔ قادیانیوں کو میری حکومت کوئی رعایت نہیں دے گی وہ بہرصورت غیر مسلم ہی رہیں گے آپ میرا یہ پیغام علماء تک پہنچا دیں۔ مولانا سراج احمد دینپوری نے کہا کہ وہ بے نظیر کا یہ پیغام اللہ کے کرم سے ہر جگہ پہنچائیں گے اس مقصد کے لئے وہ بہت جلد ملک بھر کے علماء سے ملاقات کے لئے ایک تفصیلی دورہ کریں گے۔

(روزنامہ جسارت کراچی ۹ جنوری ۸۹ء)

آٹھویں ترمیم کی منسوخی سے

قادیانی آرڈیننس متاثر نہیں ہوگا

لاہور (نمائندہ جنگ) آئین میں آٹھویں ترمیم منسوخ کرنے سے قادیانی آرڈیننس متاثر نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ پیپلز پارٹی کی حکومت تھی، جس نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ یہ بات پنجاب اسمبلی میں پیپلز پارٹی کے لیڈر اعتزاز احسن نے کل یہاں صدر ڈسٹرکٹ پیپلز پارٹی کی رائل کلب میں پریس کانفرنس میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی آٹھویں ترمیم کو منسوخ کرنا چاہتی ہے کیونکہ اس کے ذریعہ ۱۹۷۳ء کے آئین کا حلیہ بگاڑ دیا گیا ہے اور موجودہ صورت حال میں تمام اختیارات غصب کر لئے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دراصل حقیقت عام انتخابات میں شکست کے بعد اسلامی جمہوری اتحاد کی خواہش ہے کہ ملک میں آمرانہ نظام آ جائے۔ انہوں نے کہا کہ اتحاد کی طرف سے یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ عوامی انتخابات کو ماننے سے انکار کیا جائے۔

صوبائی حکومت کی جانب سے قادیانیوں کے صد سالہ جشن پر پابندی

چیچہ وطنی (نامہ نگار) صوبائی حکومت نے مارچ 89ء میں ربوہ میں منعقد ہونے والے قادیانیوں کے صد سالہ جشن پر پابندی لگا دی ہے جس کی باضابطہ اطلاع ربوہ کے ذمہ دار قادیانیوں کو جماعت کی انتظامیہ نے دی ہے صوبائی حکومت کے اس فیصلے کا عالمی مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی رہنما سید عطاء المحسن بخاری، خطیب مسجد احرار ربوہ مولانا اللہ یار ارشد، خالد لطیف چیمہ نے خیر مقدم کیا ہے۔

(روزنامہ جنگ لندن ۳ر فروری ۸۹ء)

قادیانیوں کے بارے میں آئینی ترمیم واپس نہیں لیں گے: خان بہادر خان

اسلام آباد (نمائندہ جنگ) مذہبی و اقلیتی امور کے وزیر مملکت خان بہادر خان نے کہا ہے کہ حکومت قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے بارے میں آئینی ترمیم واپس نہیں لے گی۔ انہوں نے کہا کہ 1973ء کے آئین کی بحالی کے بارے میں یہ تاثر صحیح نہیں ہے کہ اس میں اسلامی دفعات بھی ختم کر دی جائیں گی۔ بدھ کی شام نیوز کانفرنس کے بعد اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حکومت پاکستان میں اسلامی معاشرے کے قیام کیلئے بھرپور کوشش کر رہی ہے۔ فرقہ وارانہ مسائل پر غور کیلئے جلد ہی تمام مکاتب فکر کے علماء کا اجلاس بلایا جائے گا۔

(روزنامہ جنگ لندن ۱۶ر جنوری ۸۹ء)

دھماکہ سابق ہیڈ کوارٹر کے ذریعے کیا گیا۔ مگر یہ الزام اپنی جگہ درست ہے کہ پیپلز پارٹی کے حق میں دیں گے کہ اب الزام کو کھلے عام نہیں فرمایا جاسکتا۔ انہوں نے کہا کہ آئی جے آئی ان الزامات کا ذریعہ بنا رہی ہے کیونکہ وزیر اعلیٰ نے اپنے گھر کے سامنے بلا ضابطہ تعمیرات کی ہیں اور اپنی فیکٹری کے لئے بلا روک ٹوک تعمیر کروا لی ہے جس پر ہم پر تشدد ہو رہا ہے۔ انہوں نے منتخب ممبران پر الزام لگایا کہ وہ مذہب کے خلاف گندی زبان استعمال کر رہے ہیں۔

(روزنامہ جنگ لندن ۱۹ر جنوری ۸۹ء)

ٹنڈو آدم تھانہ میں مکرم عبدالرحمٰن صدیقی صاحب امیر ضلع تھرپارکر سندھ اور مکرم مرزا مبارک احمد کے خلاف زیر دفعہ C-298 اور 295 تعزیرات پاکستان مقدمہ درج ہوا ہے۔
ان پر الزام یہ ہے کہ مکرم صدیقی صاحب کے لیٹر پیڈ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا ہے اور اس پر مولوی احمد میاں حمادی کو چٹھی لکھی گئی ہے۔ مرزا مبارک احمد صاحب کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

دعائے مغفرت

نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ ہمارے نواحمدی بھائی مکرم طاہر بشیل صاحب ۲۸ فروری کو شہید ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کو ۲۷ فروری کی شب نامعلوم افراد نے انکی دوکان میں گولی ماردی تھی۔ آپ کے ساتھ ایک پاکستانی نوجوان ملازم بھی اس حادثہ کا شکار ہوئے۔

مکرم طاہر صاحب مکرم ومحترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب امیر ومشنری انچارج کے ہم زلف تھے۔ انہوں نے اپنے پیچھے ایک بیوہ اور تین چھوٹے بچے چھوڑے ہیں۔

جماعت احمدیہ نیویارک و نیوجرسی سے کثیر تعداد میں احباب نے نماز جمعہ کے بعد انکی نماز جنازہ محترم شیخ صاحب کی امامت میں بیت الظفر نیویارک میں ادا کی اس کے بعد میت کو احمدیہ قبرستان نیویارک میں سپرد خاک کردیا گیا۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کا حامی و مددگار رہو۔ آمین۔

"اہلِ تشیع کے نزدیک ضیاء ازم یزیدیت کا دوسرا نام ہے"

ملتِ جعفریہ نے ضیاء کو ہمیشہ جابر ظالم اور غاصب قرار دیا ہے۔ وجیہہ الحسن

لندن (پ ر) برطانیہ کے اہل تشیع کے ترجمان وجیہہ الحسن نے ایک بیان میں کہا ہے کہ مرتضیٰ پویا کا یہ بیان کہ پاکستان کے اہل تشیع اب بھی جنرل ضیاء کو اپنا لیڈر مانتے ہیں درست نہیں ہے انہوں نے کہا کہ شیعہ قوم ایک غیور قوم ہے جس نے ہمیشہ مظلوم کا ساتھ دیا ہے اور مظلوم ہی کا حامی رہا ہے انہوں نے کہا کہ جنرل ضیا ایک ظالم، جابر اور غاصب حکمران تھے جس نے اپنے دور میں ملک کو ستم زدہ رکھا۔ انہوں نے الزام لگایا کہ جنرل ضیاء نے گلگت میں عید الفطر کے دن مسجد میں شیعوں کا قتل عام کرایا۔ [illegible] کے ایما پر [illegible] کے شیعوں پر لشکر کشی کی گئی تاکہ ان سے شیعوں کو نکال کر انھیں جلاوطن حکومت قائم کی جائے۔ علامہ عارف الحسینی جو شیعہ سنی اتحاد کے علمبردار تھے کو پشاور میں فجر کی نماز کے بعد قتل کرایا۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں محرم کے جلوس پر پابندی لگائی انہوں نے کہا کہ مسٹر پویا بتائیں کہ ۱۹۸۰ء میں مولانا جعفر حسین مرحوم کی قیادت میں پاکستان کے دارالخلافہ اسلام آباد پر قبضہ کیا تھا اس دن ضیاء الحق نے کیا شیعوں پر پانی بند نہیں کیا تھا انہوں نے کہا کہ مسٹر پویا اپنی رائے کو تمام شیعوں پر مسلط نہ کریں۔ شیعوں کے نزدیک یزیدیت کا دوسرا نام ضیاء ازم ہے جس سے ملت جعفریہ کو سخت نفرت ہے

(روزنامہ ملت یکم دسمبر ۸۸)

نئی دہلی میں نئی احمدیہ بیت الذکر کا سنگِ بنیاد

قادیان میں مجلس خدام الاحمدیہ کی عمارت ایوانِ خدمت کا افتتاح

بھارت کے دارالحکومت نئی دہلی میں ۷ جولائی ۱۹۸۸ء کو احمدیہ بیت الذکر کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب منعقد ہوئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں اس بیت الذکر کا سنگ بنیاد رکھا۔ صاحبزادہ صاحب موصوف نے اس موقعہ پر اپنے خطاب میں بیوت الذکر کی دینی روح اور فلسفہ پر روشنی ڈالی اس بیت الذکر کی تعمیر پر اندازاً ۴۰ لاکھ روپیہ خرچ آئے گا۔

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان کی نئی عمارت "ایوانِ خدمت" کی افتتاحی تقریب گزشتہ دنوں منعقد ہوئی جس میں مجلس کے تمام سابقہ صدر صاحبان نے بھی شرکت کی۔ "ایوانِ خدمت" کا افتتاح محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے ذریعہ عمل میں آیا۔

(ماہنامہ اخبار احمدیہ ستمبر ۱۹۸۸ء صفحہ ۲۴)

چندے بڑھانے کی بجائے چندہ دہندگان کی تعداد میں اضافہ کو اوّلیت دی جائے

خوشخبریاں

فرمودات حضرت بانی سلسلہ:-

"ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہونگی اور ابتلاء آئینگے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھادے گا اور اپنے وعدے کو پورا کرے گا اور خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا میں تجھے برکت پر برکت دونگا یہانتک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے سو اے سننے والو ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا" (تجلیات الہیہ)

"مجھے اللہ جل شانہ نے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ وہ بعض امراء اور ملوک کو بھی ہمارے گروہ میں داخل کرے گا اور مجھے اس نے فرمایا ہے کہ میں تجھے برکت پر برکت دونگا یہانتک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے" (برکات الدعا صفحہ ۳۵)

صد سالہ احمدیہ جوبلی

محترم آفتاب احمد صاحب بسمل — نیویارک

صد سالہ جوبلی ہے جہاں کیلئے نشاں — صدق مسیح پاک پہ برہان جاوداں
دنیا میں اس کے دین کا اونچا ہوا نشاں — دشمن کے واسطے ہے یہ اک تیغ بے اماں

فضل خدا سے پہلی صدی یوں ہوئی تمام
سو سے زیادہ ملکوں میں دیں کا ہوا قیام

سو سال پہلے کیسا زمانے کا حال تھا! — اسلام ساری دنیا میں رو بزوال تھا
مسلم ہر ایک ملک میں زیر وبال تھا — ہمدرد قوم جو تھا مجسم سوال تھا

رحمت خدا کی جوش میں آخر کب آئیگی؟
وعدہ تھا جس کا ہم سے مدد کب آئیگی؟

اُس سچے وعدوں والے نے وعدہ وفا کیا — اپنے مسیح پاک کو مبعوث کر دیا
اسلام کی مدد کو وہ خود آیا برملا — گونجی فلک پہ نعرۂ تکبیر کی صدا

اللہ کا شکر مہدی معہود آگئے
نصرت کو دین حق کی وہ موعود آگئے

اسلام کا دفاع براہین سے کیا — ہر اک طرح ازالۂ اوہام کر دیا
تریاق تھا قلوب کا ہر حرف مدعا — اسلام کے کمال کا ہر لفظ آئینہ

انفاس قدسیہ میں تھی اک شان اثری
ان کے قلم میں سحر تھا آواز حشر تھی

بگڑا ہوا تھا دیر و حرم کا ہر اک چلن — یہ دور ابتلا تھا کہ اک دور پُر فتن
ڈوبے ہوئے تھے بحر معاصی میں مرد و زن — اک سیل کفر و شرک تھا ہر سمت موجزن

ایسے میں آپ کی تھی جماعت حصار امن
کشتی تھی نوح کی یہ سراسر دیار امن

تئیس ۲۳ مارچ یوم مسیح زماں ہے — سارے جہاں میں غلبہ دیں کا نشاں ہے
یہ دن وہ ہے کہ جس کی الگ اپنی شان ہے — ہر ایک اسکی مدح میں رطب اللسان ہے

تاسیس سلسلہ ہوئی جس دن یہی ہے دن
بیعت کی ابتدا ہوئی جس دن یہی ہے دن

ہے سنگ میل راہ وفا آج کا یہ دن ہے ہر قوم بانگ درا آج کا یہ دن
احیاء دین کا رانما آج کا یہ دن ہے معتبر برائے دعا آج کا یہ دن
اس دن مسیح پاک نے از فضل ایزدی
اسلام کے فروغ کی بنیاد ڈال دی

قرآن میں بھی جسکی بشارت وہ سلسلہ یعنی گروہ "آخرین" سورۂ جمعہ
مہدی کے ساتھیوں کا وہ اک پاک طائفہ جس کو رسول حق نے خود اپنا گروہ کہا
حضرت مسیح پاک نے کی جسکی ابتدا
اس دن خدا کے فضل سے قائم وہ ہو گیا

حضرت مسیح پاک کا پیغام ہے یہی بے کار زندگی ہے جو ہے دین سے تہی
خدمت میں دین کی جو کٹے وہ ہے زندگی کیا سچی بات حضرت اقدس نے تھی کہی
اسلام چیز کیا ہے خدا کیلئے فنا
ترک رضائے خویش پئے مرضئ خدا

تخم ریزی :-

"میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

ــ٥ــ

بصیرت کی راہ :-

"میں بصیرت کی راہ سے کہتا ہوں کہ اس خدائے قادر کے وعدے سچے ہیں اور میں آنے والے دنوں کو ایسے دیکھتا ہوں کہ گویا وہ آ چکے ہیں۔" (فرمودات حضرت بانی سلسلہ)

:- سپاس اعجاز -:

عہد حاضر کے امام المکذبین، رئیس فراعین ضیا کے جہنم رسید ہونے پر کہی گئی (ساحر)

(مکرم حبیب الرحمٰن صاحب ساحر - ڈیٹرائٹ)

مرحبا! تشنہ لباں! شان میں پھر ساقی ہے
دور صہبا و سبو عام ابھی باقی ہے ــــ!

چھٹ گئی دھند، پھٹی پو، وہ سویرے جاگے
شمع افروز کی بس ایک کرن سے یارو!
شرق تا غرب لٹا ٹوپ اندھیرے بھاگے
شب کے چہرے پہ پشیمان سیاہی دیکھو۔
اے خدایان حرم! حق کی گواہی دیکھو!

نام ایکوا کے اندھیرے جو ضیاء بنتے ہیں
شب کے بیٹے جو ہوا کرتے ہیں صبح کا ذنب
زعم باطل میں جو انسان خدا بنتے ہیں
خاک ہو کے وہ فضاؤں میں بکھر جاتے ہیں!
اپنا فردا لئے ماضی میں اتر جاتے ہیں!

الاماں! بعید الہیٰ کا نہ سُلجھے کوئی ؟ ؟
شوکت تیغ میں زیب جنس ہے اسکے!
الحذر! شیر خداوند سے نہ الجھے کوئی۔
جو بھی اس مات میں آئے گا وہ پٹ جائے گا
اپنی دنیا لئے اس دنیا سے مٹ جائے گا

جھوٹ ٹھہرا ہے کبھی صدق و صفا کے آگے ؟
کب ہوا لورش ظلمات میں سورج تحلیل ؟
بت گرو! بت کی ہے کیا بات خدا کے آگے ؟
عُزّیٰ و ہُبل کے آئین کہاں ہیں ؟ بولو۔
عہد حاضر کے فراعین کہاں ہیں ؟ بولو!

کیا کبھی دیکھا ہے مر کے بھی اٹھے ہیں فانی ؟
کیا کڑی دھوپ میں دیکھی ہے بلا کی برسات ؟
کیا کبھی آگ کے شعلے بھی ہوئے ہیں پانی ؟
ہاں ــ میرے دیدہ ور دو! یوں بھی کبھی ہوتا ہے
جب فلک اپنی جبینوں کے لئے روتا ہے!

سن انا سی سے اٹھاسی کی دھمک ہے اولیٰ
جس کو ہے حسرت اعجاز ابھی بھی ساحر!
آئے وہ آئے۔ اسے کافی ہے میرا مولیٰ
ہمصفیرو! ابھی اشکوں سے وضو رہتا ہے
سن چوراسی کے شہیدوں کا لہو کہتا ہے

خصوصی دعائیں کریں کہ اگلی صدی شروع ہونے سے پہلے تمام اسیران راہ مولیٰ آزاد ہو جائیں